بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
و لقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- صلاح الدین ملک ایم - اے
اسسٹنٹ ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے
ممالک غیر ۱۲ روپے
فی پرچہ ۲-۲ ر

جلد ۵ | ۷ شہادت ۱۳۳۵ ہش | ۲۳ شعبان ۱۳۷۵ ھ | ۷ اپریل ۱۹۵۶ء | نمبر ۱۳

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاعات

ربوہ ۳۰ و ۳۱ مارچ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے صحت کے متعلق دریافت کرنے پر فرمایا۔ طبیعت اچھی ہے۔

۲/اپریل - فرمایا:-

طبیعت خراب ہی ہے۔

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں

اخبار احمدیہ (۱) مکرم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کی طبیعت بتدریج بہتر ہو رہی ہے (۲) محترم نواب محمد عبد اللہ خان صاحب کی عام طبیعت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے۔ مگر غالباً ضعف کی وجہ سے غنودگی بہت رہتی ہے (۳) مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس اور مکرم مولوی رحمت علی صاحب بیمار ہیں اور میو ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ احباب ان سب کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

ضروری اعلان

قادیان میں کارکنان کی سخت ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہندوستان میں پیدا کیا۔ اس لئے یہ ہندوستانیوں کا حق ہے کہ وہ سلسلے کے کاموں کے لئے قربانیاں کریں۔ اس لئے تمام جماعتوں کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ اول ڈاکٹر۔ دوم گریجوایٹ۔ سوم میٹرک پاس اگر اپنی زندگیاں ساری عمر کے لئے نہیں تو دس دس سال کے لئے وقف کریں۔ تاکہ ان کو قادیان میں رکھکر دینی تعلیم دلائی جا سکے۔ اور پھر سلسلہ کے کاموں پر لگایا جا سکے۔

خاکسار مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی ۵۶-۳-۱۰

ربوہ میں جماعت احمدیہ کی سینتیسویں مجلس مشاورت

اور

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے روح پرور خطاب

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ جماعت احمدیہ کی سینتیسویں مجلس مشاورت بتاریخ ۲۹، ۳۰، ۳۱ مارچ بمقام ربوہ (پاکستان) منعقد ہوئی۔ اکناف عالم کی ۲۴۷ جماعت ہائے احمدیہ کے ۲۹۲ نمائندگان نے شرکت کی۔ بحمد اللہ تینوں روز حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بیشتر وقت مجلس میں رونق افروز رہے۔ اور مختلف اوقات میں خدام کو اپنے روح پرور خطابات سے نوازا جن کا خلاصہ درج ذیل کیا جاتا ہے

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا افتتاحی خطاب

پہلے روز ۲۹ مارچ ساڑھے نو بجے بعد دوپہر بمقام دار اللہ مرکزیہ ربوہ کے ہال میں مجلس کے پہلے اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے تشریف لانے اور کرسیٔ صدارت پر رونق افروز ہونے کے بعد مکرم حافظ شیخ محمد صاحب نے قرآن مجید کی تلاوت کی۔ بعدہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تشہد اور تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد نمائندگان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ اب میں اجتماعی دعا کے ساتھ مجلس شوریٰ کا افتتاح کروں گا۔ سب سے اہم چیز ہمارے لئے یہ ہے کہ ہم مل کر اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری اولادوں کو ہمیشہ کے لئے اسلام کی خدمت کرنے اور کرتے چلے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اگر آئندہ نسلوں کے اندر ایمان و اخلاص اور خدمت اسلام کا جذبہ جاری رہے۔ تو پھر نسلاً بعد نسلٍ خدا کے دین کی خدمت کا سلسلہ قیامت تک چل سکتا ہے اور وہ غرض تمام و کمال پوری ہو سکتی ہے۔ جس غرض کے تحت اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا ہے

ایمان و اخلاص

خطاب جاری رکھتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ روپیہ پیسہ اور مال و دولت کوئی چیز نہیں ہے۔ جو چیز اہمیت رکھتی ہے یہ ہے کہ ہم ایمان و اخلاص پر قائم ہوں۔ اور پھر یہ ایمان و اخلاص آئندہ نسلوں میں منتقل ہو کر دوام اختیار کرتا چلا جائے۔ یہ مال و دولت یا روپے پیسے کا کرشمہ نہیں ہے کہ آج ہماری جماعت اطراف و اکناف عالم میں خدمت اسلام کا فریضہ ادا کرنے کی توفیق پا رہی ہے۔ بلکہ یہ دین کی محبت کی اس چنگاری کا کرشمہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں سلگائی تھی یہ اسی چنگاری کے فیض کا اثر ہے کہ ہمیں خدمت دین کی وہ توفیق ملی ہے۔ جو بڑے بڑے بادشاہوں کو بھی نہیں ملی۔ پس ہمیں اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کرنی چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ نہ صرف ہمیں ایمان پر قائم رکھے بلکہ وہ ہماری اولادوں کو ایمان و اخلاص سے نوازتا چلا جائے۔ اس کی برکتیں ان پر نازل ہوتی چلی جائیں۔ وہ ہم سے بھی بڑھ کر جوش کے ساتھ خدمت اسلام کا فریضہ ادا کریں اسلام کا جھنڈا ہمیشہ ان کے ہاتھوں میں رہے وہ کبھی سرنگوں نہ ہو یہاں تک کہ ساری دنیا اسلام کے جھنڈے تلے آ جمع ہو۔ اور دنیا میں ایک ہی کتاب ہو اور ایک ہی رسول

اسلام کی مضبوطی

حضور ایدہ اللہ نے مزید فرمایا کہ ہمارے پاس کام کے مقابلہ میں روپیہ بہت کم ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی آمد بڑھائیں اور اتنی بڑھائیں کہ وہ موجودہ آمد سے کئی گنا زیادہ ہو جائے۔ ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے۔ کہ ہم پوری دیانتداری سے اسے خرچ کریں۔ اور اس کے غلط استعمال سے بچیں۔ کیونکہ بعض اوقات غلطی کی وجہ سے بھی بہت سا روپیہ ضائع ہو جاتا ہے ہمیں دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو توفیق دے۔ کہ ہم بجٹ اس طرح بنائیں کہ ایک ایک پیسہ صحیح جگہ پر خرچ ہو۔ اور وہ اسلام کی مضبوطی کا باعث بنے۔ جو روپیہ آئے وہ بنک کے سیف سے بھی زیادہ ہمارے پاس محفوظ ہو۔ اللہ تعالیٰ جہاں ہمیں بد دیانتی سے بچائے وہاں غلطی سے محفوظ رکھے۔ اور پھر ہم ہی نہیں بلکہ ہماری اولادیں بھی ہمیشہ ہمیش کے لئے پوری بشاشت کے ساتھ دین کے لئے روپیہ خرچ کرتی چلی جائیں۔ اور کبھی ایسا وقت نہ آئے کہ وہ دین کی خاطر خرچ کرنے میں کوئی بخل محسوس کریں۔ خدا تعالیٰ ہمیں صحیح رنگ میں سوچنے اور صحیح رنگ میں کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہاتھ اٹھا کر لمبی اور پر سوز اجتماعی دعا کرائی۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ جماعت احمدیہ کی سینتیسویں مجلس مشاورت کا آغاز ہوا۔

ترقی کے سامان

دعا سے فارغ ہونے کے بعد سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے نمائندگان سے چند منٹ کے لئے مزید خطاب فرمایا۔ اور اس میں آمد کو بڑھانے کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے بتایا کہ بیرونی ممالک سے برابر اطلاعات آ رہی ہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے یورپ۔ انگلستان امریکہ۔ افریقہ اور مشرق بعید کے ممالک میں اسلام کی اشاعت کے سامان ہو رہے ہیں۔ اور اعلیٰ طبقہ کے لوگ بھی اسلام کی طرف کھنچے چلے آ رہے ہیں حضور نے ان ممالک میں اشاعت اسلام کی ترقی پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا۔ وہ دن قریب آ رہے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نہ صرف کامیابی و کامرانی کے راستے کھول دے گا۔ اس ضمن میں حضور نے بعض رویا بھی بیان کئے۔ اور بتایا کہ

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

ملک صلاح الدین ایم - اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

شذرات

حق بر زبان جاری

ایک گذشتہ اشاعت میں مندرجہ بالا عنوان کے تحت ہفت روزہ "المنیر" لائل پور کا ایک طویل اقتباس ہم نے ہدیہ ناظرین کیا تھا۔ اسی مودودی پرچہ کا ایک اور اقتباس احباب ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔ گو حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور حقائق بیان کرنے پر مجبور ہو کر جس قدر تکلیف محسوس کی ہے وہ بھی اس کے پڑھنے سے قارئین پر واضح ہو جائے گا۔

"اگرچہ یہ الفاظ سننے اور پڑھنے والوں کے لئے تکلیف دہ ہوں گے۔ اور قادیانی اخبارات و رسائل بھی چند دن اپنی تائید میں پیش کر کے خوش ہوتے رہیں گے۔ لیکن اس کے باوجود اس تلخ نوائی پر مجبور ہیں کہ ان اکابر انار اللہ مرقدہم و بردّ مضاجعہم کی تمام کاوشوں کے باوجود قادیانی جماعت میں اضافہ ہوا ہے۔ متحدہ ہندوستان میں قادیانی بڑھتے رہے تقسیم کے بعد اس گروہ نے پاکستان میں نہ صرف پاؤں جمائے۔ بلکہ جہاں ان کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ وہاں ان کے کام کا یہ حال ہے کہ ایک طرف تو روس اور امریکہ سے سرکاری سطح پر آنے والے سائنس دان ربوہ آتے ہیں (گذشتہ ہفتہ روس اور امریکہ کے دو سائنس دان ربوہ وارد ہوئے) اور دوسری جانب ۱۹۵۳ء کے عظیم ہنگامہ کے باوجود قادیانی جماعت اس کوشش میں ہے کہ اس کا ۱۹۵۶-۵۷ء کا بجٹ پچیس لاکھ (۲۵،۰۰،۰۰۰) روپیہ کا ہو۔

— ربوہ کے کالج، ہائی سکول اور پرائمری مدارس میں سینکڑوں مسلمانوں کے بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں جن کا مستقبل اعتقادی اعتبار سے خطرناک حد تک ہے۔

— قادیانی شعبہ خدمت خلق (خدام الاحمدیہ) کی بوگس رپورٹوں اور سطحی قسم کے پروپیگنڈہ کی حقیقت سے باخبر ہونے کے باوجود ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ سینکڑوں مسلمانوں نے ان کے کام سے اثر قبول کیا۔

— حکومت میں ان کا اثر علی حالہٖ قائم اور موجود ہے۔

— ملازمتوں میں ان کی ترقی حسب سابق ہے۔

— تجارت میں اگرچہ ان کی وہ ہمہ گیر اسکیم جو ۱۹۴۸ء میں مرزا محمود احمد صاحب کے حسب ایما پنجاب کی منڈیوں پر چھا جانے کی غرض سے بنائی گئی تھی، ناکام رہی ہے۔ لیکن یہ امر واقعہ ہے کہ ان کا کاروبار تیزی سے ترقی پذیر اور مالی حالت مستحکم ہے۔

— ربوہ بسرعت ایسا شہر بن رہا ہے جو تعلیم، تجارت، کارخانوں اور دوسرے مادی وسائل کے اعتبار سے پاکستان کا متوسط شہر ہوگا اور امتیازیہ کہ دنیا میں واحد ایسا شہر ہوگا جس میں کوئی شخص مرزا غلام احمد صاحب کا منکر نہیں ہوگا۔

— ۱۹۵۳ء کے وسیع ترین فسادات کے بعد جن لوگوں کو یہ وہم لاحق ہو گیا ہے کہ قادیانیت ختم ہو گئی یا اس کی ترقی رُک گئی۔ انہیں یہ معلوم ہونا چاہئیے کہ پاکستان میں پہلی مرتبہ بلدیاتی اداروں میں جگہ (لیبنی اطلاعات کی بنا پر) مغربی پاکستان اسمبلی میں قادیانی ممبر منتخب کئے گئے ہیں۔

— پاکستان سے باہر دُنیا کے کم و بیش تیس ممالک میں قادیانی جماعتیں منظم موجود ہیں اور ان میں سے اکثر ایسے ملک ہیں جن کے قادیانی عقیدہ رکھنے والوں نے "صدر انجمن احمدیہ ربوہ" اور "صدر انجمن احمدیہ قادیان" کے نام لاکھوں کی جائدادیں وقف کر رکھی ہیں۔" (المنیر ۲۳ مارچ ۵۶ء)

غفلت کا علاج توبہ ہے

بعض لوگوں کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ اُن کو ایسے اسباب پیش آجاتے ہیں۔ مثلاً ملازمت یا کوئی اور وجہ کہ اُن کی عمر کا ایک بڑا حصہ ظلماتی حالت میں گذر جاتا ہے۔ نہ پابندی نماز کی طرف توجہ کرتے ہیں نہ قال اللہ اور قال الرسول سننے کا موقع ملتا ہے۔ کتاب اللہ پر غور کرنے کا اُن کو خیال تک نہیں آتا۔ ایسی صورت میں جب ایک زمانہ ظلمت کا گذر جاتا ہے تو یہ خیالات راسخ ہو کر طبیعت ثانیہ کا رنگ پکڑ جاتے ہیں۔ پس اس وقت اگر انسان توبہ اور استغفار کی طرف توجہ نہ کرے تو سمجھو کہ بڑا ہی بدقسمت ہے۔ غفلت اور سستی کا بہترین علاج استغفار ہے سابقہ غفلتوں اور سستیوں کی وجہ سے کوئی ابتلا ہی آ جاوے تو راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر سجدے اور دعائیں کرے اور خدا تعالیٰ کے حضور ایک سچی اور پاک تبدیلی کا وعدہ کرے۔

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

یوم التبلیغ

جملہ عہدیداران جماعت ہائے ہندوستان توجہ فرمائیں

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی روشنی میں مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۵۶ء بروز اتوار "یوم التبلیغ" مقرر کیا جا رہا ہے۔ جملہ عہدیداران جماعت ہائے ہندوستان سے درخواست ہے کہ وہ اس دن کی اہمیت افراد جماعت پر واضح کر کے اس دن تمام افراد کو تبلیغ میں مصروف رکھیں اور غیر احمدی و غیر مسلم حضرات تک احمدیت کا پیغام پہنچائیں۔ جس جماعت کو لٹریچر کی ضرورت ہو اس کی طرف سے اطلاع آنے پر لٹریچر بھجوا دیا جائے گا۔ جو جماعتیں مقامی طور پر لٹریچر تیار کرنا چاہیں وہ کر سکتی ہیں۔ مقامی طور پر تیار کردہ لٹریچر کی کاپیاں نظارت ہذا کو بھی بھجوائیں۔

سیکرٹریان تبلیغ سے درخواست ہے کہ وہ یوم التبلیغ کی کارگذاری کی رپورٹیں نظارت ہذا میں بھجوائیں۔ جن کا خلاصہ اخبار بدر میں دیا جائے گا اور حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں بھی خلاصہ بھجوا کر دعا کی درخواست کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔

نوٹ:- بعض ناگزیر مجبوریوں کی وجہ سے یوم التبلیغ کی تاریخ ۲۹ اپریل سے ۲۰ مئی کر دی گئی ہے۔

(ناظر دعوت و تبلیغ)

ایک تازہ شہادت

مکرمی چانن سنگھ صاحب امرتسر اپنے ایک خط بنام جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ قادیان تحریر کرتے ہیں:-

"احمدیہ جماعت بہت اچھے طریق سے امن اور اتحاد کا پرچار کر رہی ہے۔ اس میں اونچ نیچ کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ واقعی وہ بنہ کلنک اوتار ہوتے ہیں۔ احمدیہ جماعت مسلمانوں، سکھوں، ہندوؤں اور عیسائیوں کو یکساں سمجھتی ہے۔ حب الوطنی ان کے دلوں میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ میں پرماتما سے دعا کرتا ہوں کہ احمدیہ جماعت اُونچے درجہ پر پہنچے اور اچھی طرح خدمت کرے۔"

چانن داس عرف چانن سنگھ کٹڑہ رام گڑھیاں امرتسر

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

اصول تنظیم — مودودی ہاتھی کے دانت

جیسے ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور ہوتے ہیں۔ اسی طرح مودودی صاحب کے قول و فعل میں بھی تضاد ہے۔ "اصول تنظیم" کے عنوان کے ماتحت لکھتے ہیں:-

"اسلام اس کے سوا کسی چیز کا نام نہیں ہے کہ آدمی اللہ اور اس کے آخری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت قبول کرلے۔ اور فرمان خدا (قرآن) اور تعلیم رسول (سنت) کو اصل سرچشمہ ہدایت مان لے۔ قرآن اور سنت سے احکام کے اخذ کرنے میں فہم اور تعبیر اور استنباط و اجتہاد کے بہت سے اختلافات ہو سکتے ہیں اور ہوئے ہیں۔ جب تک انسان انسان ہیں یہ ممکن نہیں ہے کہ کسی چیز کو سمجھنے میں سب کی سمجھ یکساں ہو۔ اور کسی بات کا مطلب لینے میں سب ہمیشہ ایک ہی نتیجہ نکالیں مگر ان سارے اختلافات کے باوجود جب تک سب قرآن اور سنت ہی کو ماخذ ہدایت مانتے رہیں سب مسلمان ہیں۔ اور سب کا دین ایک ہے۔ دین کی نوعیت کی صرف ماخذ بدل جانے کی صورت میں ہی ہو سکتی ہے۔ طریق اخذ میں مختلف ہونے سے نہیں ہو سکتی۔ طریق اخذ کا اختلاف اس سے زیادہ کسی چیز کا تقاضا نہیں کرتا۔ کہ جو شخص معقول دلائل کی بنا پر حکم خدا و رسول کا ایک منشاء سمجھتا ہو۔ وہ اس کی پیروی کرے یا مد سے مدیہ کر اس کی صحت کے دلائل دوسروں کے سامنے پیش کر دے اور انہوں نے جو کچھ صحیح سمجھا ہو اس سے مدلل اختلاف کا اظہار کر دے۔ اس سے آگے بڑھ کر ان اختلافات کو الگ الگ جماعت بندیوں اور تنظیموں کی بنیاد بنا لینا جماعت اسلامی کی نگاہ میں درست نہیں ہے۔ اسی بنا پر جماعت نے اپنی تنظیم کی بنیاد اس اصول پر رکھی ہے کہ ہر شخص اپنے مسلک فقہی کے اتباع اور اس کے اظہار و بیان میں آزاد ہو۔ جماعت خود کسی مخصوص مسلک کی حامی یا داعی نہ ہو۔ اور اصل دین کو قائم و غالب کرنے کے لئے سب متحد ہو کر سعی کریں۔" (المنیر ۲۳ مارچ ۵۶ء)

اس قول کے باوجود جب جماعت احمدیہ کا سوال آتا ہے۔ تو مودودی صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیان فرمودہ مسلمان کی تعریف کو بھی پس پشت ڈال دیتے ہیں اور نئی تعریف سوچتے ہیں۔ جس کی رو سے احمدی مسلمان نہیں بلکہ غیر مسلم قرار پا سکیں۔ ایسا تضاد ایک اسلامی جماعت کے لیڈر ہی کی شایانہ شان کے شایاں ہیں۔

قرآن مجید کی تعلیم مصر میں

شکر کا مقام ہے کہ ایک لمبے عرصہ تک قرآن مجید کی تعلیم سے بے اعتنائی برتنے کے بعد اب عالم اسلامی بھی اس کی طرف متوجہ ہو رہا ہے۔ یہ ایک خوش کن علامت ہے۔ جو عالم اسلامی کے شاندار مستقبل کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ چنانچہ اس سے قبل مصر جہاں کی حکومت بھی اسلامی ہے جسے اسلامی علوم اور ثقافت کا گہوارہ تسلیم کیا جاتا ہے اسکے مدارس میں قرآن مجید کی تعلیم نہیں دی جاتی تھی۔ اب حکومت نے تعلیمی اداروں کو ہدایت دی ہے کہ وہ مسلم طلباء کو قرآن مجید کی تعلیم ضرور دیں۔

خطبہ جمعہ

دین کیلئے زندگی وقف کرنے کی تحریک کو جماعت میں کس طرح کامیاب بنایا جائے

بعض دوستوں کی اہم تجاویز

(۱) والدین خصوصاً عورتیں بچپن سے ہی اولاد کی صحیح تربیت کریں (۲) جماعت میں واقفین کا اعزاز قائم ہونا چاہیئے

(۳) واقفین کو انتظامی قابلیت پیدا کرنیکے علاوہ کوئی نہ کوئی فن بھی سیکھنا چاہیئے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۹ر مارچ ۱۹۵۶ء بمقام ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

وقف زندگی کے متعلق جو خطبات میں نے پڑھے ہیں اور اخبار میں شائع ہوئے ہیں ان پر باہر کے لوگوں کو بھی غور کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ چنانچہ متعدد دوستوں کی طرف سے مجھے خطوط آئے ہیں، جن میں انہوں نے بعض تجاویز لکھی ہیں۔ ان تجاویز میں سے بعض تو معقول ہیں۔ اور بعض ایسی ہیں جن کا ذکر میرے گزشتہ خطبات میں بھی آ چکا ہے۔ اور بعض ایسی ہیں جو اظہار جوش اور فکر پر تو دلالت کرتی ہیں۔ لیکن وہ قابل عمل نہیں ہیں اور بعض ایسی ہیں جو درست ہی نہیں۔ بہرحال ان خطوط میں سے میں نے بعض امور نوٹ کئے ہیں تاکہ دوستوں کے سامنے ان کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کر دوں اب میں اختصاراً اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہوں

ایک دوست نے لکھا ہے

کہ بچوں کو بچپن سے ہی اس امر کی طرف توجہ دلائی چاہیئے کہ انہوں نے بڑے ہو کر دین کی خدمت کرنی ہے۔ اور اس غرض کے لئے ماں باپ کا فرض ہے کہ وہ بچپن سے ہی بچوں کے [illegible] میں یہ بات ڈالتے رہیں۔ کہ بڑے ہو کر انہوں نے دین کا خادم بننا ہے۔ میرے نزدیک ان کی یہ بات بالکل درست ہے۔ اور اس پر دوستوں کو عمل کرنا چاہیئے۔

اس نوجوان نے اپنا تجربہ لکھا ہے

کہ میں چھوٹا تھا تو میرے ماں باپ اکثر کہا کرتے تھے کہ ہم اس انتظار میں ہیں تو پڑھ لکھ کر بڑا افسر بنے میرے کان میں متواتر یہ بات پڑتی رہی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ میں بڑا ہوا۔ اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ اور میں ملازمت کے لئے کراچی پہونچ گیا۔ اب دین کی خدمت کا خیال آتا ہے تو ساتھ ہی افسوس ہوتا ہے کہ یہ خیال اس وقت کیوں نہ آیا۔ جب میں دین کی خدمت کے لئے مفید وجود ہو سکتا تھا۔ مگر یہ سب کچھ اس وجہ سے ہوا۔ کہ میرے والدین نے بچپن سے ہی میرے کانوں میں یہ بات ڈالی تھی کہ میں نے بڑے ہو کر افسر بننا ہے۔ انہوں نے یہ بات میرے کانوں میں نہ ڈالی۔ کہ میں نے بڑے ہو کر دین کی خدمت کرنی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ماں باپ کی تعلیم بڑے اعلیٰ نتائج پیدا کرتی ہے۔

مثل مشہور ہے

کہ کوئی چور تھا۔ وہ چوری کے لئے کسی گھر میں گھس گیا۔ اتفاقاً گھر والے جاگ رہے تھے انہوں نے چور کو گھیر لیا۔ چور کو ڈر پیدا ہوا کہ اگر میں پکڑا گیا۔ تو مجھے جیل خانہ بھیج دیا جائیگا اور عدالت سے مجھے سزا ملے گی۔ اس لئے بہتر ہے کہ محفوظ نکل جانے کی کوئی صورت پیدا کروں۔ چنانچہ اس نے گھر والوں سے لڑائی شروع کر دی۔ جس میں ایک آدمی مارا گیا۔ آخر وہ پکڑ لیا گیا۔ اور عدالت سے اُ[illegible] پھانسی کی سزا ملی۔ عام طور پر مشہور ہے معلوم نہیں ایسا ہوتا بھی ہے یا نہیں۔ کہ

جیل خانہ کا یہ قاعدہ ہے

یا کسی زمانہ میں قاعدہ ہوا کرتا تھا کہ جب کسی کی پھانسی کا وقت قریب آ جائے۔ تو جیل کے ملازم اس سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ اگر کوئی خواہش ہو تو وہ بیان کر دے۔ اگر وہ خواہش قانون کے لحاظ سے جائز ہوتی تو وہ اسے پورا کر دیتے۔ اسی دستور کے ماتحت اس چور سے بھی دریافت کیا گیا۔ کہ اس کی کوئی خواہش ہو تو بیان کر دے۔ اس نے کہا میں اپنی ماں سے ملنا چاہتا ہوں۔ جیل خانہ والوں نے اس کی ماں کو بلایا۔ اور اس کی

ملاقات کا انتظام کر دیا۔

اس نے کہا میں نے اپنی ماں کو علیحدگی میں ملنا ہے چنانچہ پردہ ڈال دیا گیا۔ تا وہ اپنی ماں سے علیحدگی میں بات کر سکے۔ جب اس کی ماں اس سے علیحدگی میں ملنے کے لئے گئی۔ تو اس نے کہا میں تمہارے کان میں کچھ کہنا چاہتا ہوں چنانچہ اس نے اپنا کان اس کی طرف کر دیا۔ اس کا اس طرف کان کرنا تھا کہ یکدم وہ چیخنے لگی۔ اور اس نے کہنا شروع کر دیا ہائے میں مر گئی۔ ہائے میں مر گئی۔ پولیس نے آواز سنی۔ تو وہ دوڑ کر اندر آئی۔ اور اس نے دیکھا۔ کہ اس نے اپنی ماں کا کان دانتوں سے کاٹ لیا ہے۔ اور اس کا تمام جسم اور کپڑے خون سے لت پت ہیں۔

یہ نظارہ دیکھ کر

پولیس کے آدمیوں نے اسے ملامت کی۔ اور کہا کہ تجھ سے بڑا ظالم اور کون ہوگا کہ تو نے موت کے وقت اپنی والدہ سے ایسی ظالمانہ حرکت کی پھر اگر پھانسی سے بڑھکر کوئی اور سزا ہوتی۔ تو تم اس کے قابل تھے۔ اس پر اس نے کہا تمہیں کیا پتہ پھانسی کی سزا دراصل مجھے میری والدہ نے ہی دلائی ہے۔ بچپن میں مجھے عادت تھی کہ میں سکول جاتا تو کسی لڑکے کی پنسل یا دوات چرا لاتا۔ اور گھر آ کر والدہ کو دے دیتا۔ جب پنسل اور دوات کے مالک گھر آتے۔ تو بجائے اس کے کہ وہ مجھے ڈانٹتی۔ الٹا آنے والوں سے لڑنا شروع کر دیتی۔ اور کہتی کہ میرا بچہ چور نہیں۔ حالانکہ اسے علم ہوتا تھا کہ میں وہ چیزیں چرا کر لایا ہوں۔ اس پر میں دلیر ہو گیا۔ اور بڑی بڑی چوریاں شروع کر دیں۔ لیکن میری والدہ ان پر بھی پردہ ڈالتی رہی۔ پھر میں نے

چوروں کی صحبت

اختیار کی۔ اور گھروں کو لوٹنا شروع کیا۔ لیکن اس وقت بھی میری والدہ کو خیال نہ آیا کہ وہ مجھے منع کرے۔ وہ ہر دفعہ میرے قصور کو چھپانے کی کوشش کرتی۔ اور اگر کوئی شخص آ کر پوچھتا تو اس سے لڑتی اور کہتی کہ میرا لڑکا چور نہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ایک چوری کے دوران میں لڑائی ہو گئی اور مجھ سے ایک شخص قتل ہو گیا۔ جس کی پاداش میں آج مجھے پھانسی پر لٹکایا جا رہا ہے۔ اگر میری والدہ شروع میں ہی مجھے چوری سے باز رکھتی۔ اور میری چوریوں پر پردہ نہ ڈالتی تو مجھے بڑے بڑے جرموں کے لئے دلیری نہ ہوتی۔ اور مجھے یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ پس حقیقت یہی ہے کہ ماں باپ کی تربیت بچوں پر گہرا اثر ڈالتی ہے۔ جن بچوں کے والدین بچپن سے ہی ان کے کانوں میں یہ بات ڈالتے رہتے ہیں کہ انہوں نے بڑے ہو کر دین کی خدمت کرنی ہے وہ دینی ماحول سے الگ ہو کر بھی اس بات کو بھلاتے نہیں۔ بلکہ اسے ہمیشہ یاد رکھتے ہیں۔

چند دن ہوئے شیخوپورہ کے ایک افسر نے جنہوں نے بی۔سی۔جی کا کورس مکمل کیا ہوا ہے مجھے خط لکھا کہ میں دین کے لئے اپنی زندگی وقف کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا بہت اچھا غور کریں گے کہ آپ کی خدمت سے سلسلہ کس رنگ میں فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ لیکن آپ یہ بتائیں کہ آپ کا کس خاندان سے تعلق ہے۔ انہوں نے کہا آپ نے صوفی عبدالخالق صاحب جالندھر والوں کا نام سنا ہوگا۔ میں نے کہا میں خوب جانتا ہوں وہ جالندھر کے مشہور پیر تھے۔ ان کی ایک بیٹی قادیان آیا کرتی تھی۔ انہوں نے کہا وہ میری والدہ ہی تھیں۔ میرے نانا تو احمدیت کے سخت مخالف تھے۔ لیکن میری والدہ نے آخری عمر میں احمدیت قبول کر لی تھی اور فوت ہونے کے بعد وہ بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئی ہیں۔ پھر انہوں نے لکھا مجھے

زندگی وقف کرنے کی تحریک

اس لئے ہوئی ہے۔ کہ جب میں پیدا ہوا تھا۔ اسی وقت سے میری والدہ نے میرے کانوں میں یہ بات ڈالنی شروع کی تھی۔ کہ میں نے تمہاری زندگی خدمت دین کے لئے وقف کرنی ہے۔ میں چار یا پانچ سال کا ہی تھا۔ کہ وہ فوت ہو گئیں۔ لیکن ان کی وہ بات میرے دل میں ایسی گڑی ہے کہ اب جبکہ میں بڑا ہو گیا ہوں میں نے اعلیٰ تعلیم حاصل کر لی ہے۔ اور بی۔سی۔جی کا ڈپلومہ بھی حاصل کر لیا ہے۔ میرے دل میں خلش رہتی ہے کہ میری والدہ نے تو یہ خواہش کی تھی۔ کہ میں دین کی خدمت کے لئے اپنی زندگی وقف کروں۔ لیکن میں دنیا کے کاموں میں مشغول ہوں۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے اس بات کا ذکر اپنے والد سے بھی کیا تھا انہوں نے بھی کہا تھا۔ کہ جب تمہاری والدہ کی یہ خواہش تھی۔ کہ تم دین کی خدمت کے لئے اپنی زندگی وقف کرو۔ تو

تم زندگی وقف کر دو

اب دیکھو ماں فوت ہو گئی۔ اس کا بیٹا دوسرے ماحول میں چلا گیا۔ اس نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ بی۔سی۔جی کا ڈپلومہ حاصل کیا۔ اور اب اسے ایک اچھی ملازمت ملی ہوئی ہے۔ لیکن پھر بھی اس کے [illegible] یہ خلش رہتی ہے۔ کہ میری ماں کہتی تھی کہ [illegible] نے تمہیں دین کی خدمت کے [illegible] وقف کرنا ہے۔ [illegible] میں دنیا کمانے میں لگا ہوا ہوں

نہیں

ماں باپ کی باتیں

بڑا اثر پیدا کرتی ہیں۔ اور ان کی عدم توجہی کے نتیجہ میں بہت سی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں لیکن توجہ بھی اسی وقت اثر کرتی ہے جب ماں باپ کو کسی عارضی جوش کے نتیجہ میں دین کی خدمت کا احساس نہ ہوا ہو۔ بلکہ مستقل طور پر یہ فرض انہیں بے چین رکھتا ہو۔ اور وہ ہمیشہ اپنی اولاد کو اس طرف توجہ دلاتے رہتے ہوں۔ ورنہ جہاں باپ صرف وقتی جوش کے نتیجہ میں اس طرف توجہ کرتے ہیں۔ وہ بعد میں نہ صرف اپنے عہد پر قائم نہیں رہتے بلکہ ان کی اولاد میں بھی دین کی خدمت کا احساس نہیں رہتا۔ میں نے عموماً دیکھا ہے کہ جب کسی کا چھوٹا بچہ شدید بیمار ہو جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ اے اللہ تو اسے شفا دیدے۔ اگر تو اپنے فضل سے اسے شفا دے دے گا۔ تو میں اسے دین کی خدمت کے لئے وقف کردوں گا۔ مگر جب وہ بڑا ہو جاتا ہے تو انہیں یاد ہی نہیں رہتا۔ کہ انہوں نے

خدا تعالیٰ سے کیا عہد کیا تھا

اور وہ اسے دنیا کے کاموں پر لگا دیتے ہیں۔ اسی طرح بعض والدین مجھے ملتے ہیں تو مجھے کہتے ہیں ہمارے سب بچے دین کے لئے وقف ہیں مگر جب وہ بچے جوان ہو جاتے ہیں تو انہیں دنیوی کاموں پر لگا دیتے ہیں۔ میں شمار کرنے لگوں تو باوجود اس کے کہ بیماری کی وجہ سے میرا حافظہ کمزور ہو گیا ہے اب بھی میں بیس پچیس آدمیوں کا نام لے سکتا ہوں۔ جنہوں نے اپنے بچوں کو دین کی خدمت کے لئے وقف کیا تھا۔ لیکن اب وہ سب کے سب دنیا کمانے میں لگے ہوئے ہیں۔ اور انہیں یاد ہی نہیں آتا۔ کہ کسی وقت اپنے سب بچوں کو دین کی خدمت کے لئے وقف کیا تھا۔ پھر بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو کہتے ہیں۔ حضور ہمارے دو بچے ہیں۔ اور دونوں وقف ہیں۔ لیکن جب وہ بڑے ہو جاتے ہیں اور دین کی خدمت کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں تو ان کا خط آجاتا ہے کہ ہم نے اپنے دو بچوں کو وقف کیا تھا لیکن ان میں سے جو کچھ ہوشیار ہے۔ وہ تو ہماری بات ہی نہیں مانتا۔ اور جو ہوشیار نہیں وہ ہماری بات تو مانتا ہے۔ لیکن چونکہ اس کی صحت کمزور ہے۔ اس لئے اس کی زندگی وقف کرنے کا بظاہر کوئی فائدہ نہیں۔ پھر سالہا سال گزر جاتے ہیں نہ ان کا ہوشیار لڑکا دین کی خدمت کے لئے آگے آتا ہے۔ اور نہ کمزور کو دین کی خدمت میں لگایا جاتا ہے۔ ان کا یہ طریق عمل ایسا ہی ہوتا ہے۔ جیسے

لطیفہ مشہور ہے

کہ کوئی پٹھان تھا۔ وہ ایک کھجور کے درخت پر چڑھ گیا۔ کھجور کا درخت ستر اسی فٹ اونچا ہوتا ہے۔ اور پھر اس کی کوئی شاخ بھی نہیں ہوتی۔ کہ اس کا سہارا لے کر اس پر چڑھا جا سکے یا اس سے اترا جا سکے۔ وہ کسی نہ کسی طرح اس پر چڑھ تو گیا۔ لیکن جب اس نے نیچے دیکھا تو ڈر گیا۔ اور اس نے سمجھا کہ اگر میں گر گیا۔ تو میری ہڈی پسلی ٹوٹ جائے گی۔ اس پر کہنے لگا۔ کہ اے خدا اگر تو مجھے بحفاظت نیچے اترنے کی توفیق دیدے۔ تو میں ایک اونٹ کی قربانی کروں گا اور یہ کہہ کر اس نے نیچے اترنا شروع کیا۔ جب وہ ایک تہائی کے قریب نیچے اتر آیا۔ تو اتفاقاً وہاں کوئی چھوٹی سی شاخ تھی۔ اس پر سہارا لے کر پھر اس نے نیچے کی طرف دیکھا۔ تو زمین اب قریب تھی۔ اور اسے پہلے کی طرح بھیانک دکھائی نہ دیتی تھی۔ اس کا ڈر کچھ کم ہوا۔ تو کہنے لگا۔ اتنے فاصلہ کے لئے

اونٹ کی قربانی

تو بہت زیادہ ہے۔ اگر میں نیچے چلا گیا۔ تو بطور شکرانہ ایک گائے ضرور قربان کروں گا۔ اور پھر اترنا شروع کیا۔ جب وہ ایک تہائی فاصلہ اور نیچے آگیا۔ تو اس نے زمین کی طرف دیکھا۔ اب زمین اسے پہلے سے بھی زیادہ قریب دکھائی دی۔ اور اس نے خیال کیا کہ گائے کی قربانی تو بہت زیادہ ہے۔ اگر میں نیچے پہنچ جاؤں۔ تو ایک بکری کی قربانی تو ضرور کروں گا۔ اور پھر اترنا شروع کیا۔ جب وہ زمین سے صرف تین چار گز کے فاصلہ پر آگیا تو کہنے لگا اتنے فاصلہ کے لئے ایک بکری کی قربانی بھی بہت زیادہ ہے اگر نیچے پہنچ گیا۔ تو ایک مرغی کی قربانی ضرور کروں گا۔ جب وہ ایک دو گز اور نیچے آگیا تو اسے مرغی کی قربانی بھی بڑی معلوم ہوئی۔ اور کہنے لگا۔ مرغی نہ سہی تو ایک انڈا خدا تعالیٰ کی راہ میں دے ہی دوں گا۔ جب وہ زمین پر پہنچ گیا۔ تو اس نے اپنی شلوار میں سے ایک جوں نکالی۔ اور اسے مار کر کہنے لگا جان کے بدلے جان۔ چلو قربانی ہو گئی۔

یہی حال ان لوگوں کا ہے

جو اپنے بچوں کو چھوٹی عمر میں وقف کر دیتے ہیں لیکن اگر ان میں سے کوئی ہوشیار ہو۔ تو کہہ دیتے ہیں۔ یہ تو ہماری بات نہیں مانتا۔ دوسرے بچہ کو وقف کر دیں گے۔ لیکن پھر دوسرے کے متعلق خط آجاتا ہے کہ اس کی صحت کمزور ہے۔ اس کے وقف کا کوئی فائدہ نہیں۔ کئی لوگ ایسے ہیں جن کے چھ چھ بچے تھے۔ اور انہوں نے کہا کہ یہ چھ کے چھ بچے دین کی خدمت کے لئے وقف ہیں۔ لیکن اب وہ چھ کے چھ دنیا کے کاموں میں لگے ہوئے ہیں۔ پس اس دوست کی یہ بات بالکل درست ہے کہ والدین کو چاہیئے کہ وہ بچپن سے ہی اپنے بچوں کے دلوں میں یہ بات ڈالنا شروع کر دیں کہ بڑے ہو کر انہوں نے دین کی خدمت کرنی ہے اس نے یہ بھی کہا ہے کہ اس کام میں

عورتیں بہت مدد دے سکتی ہیں

اس وقت مسجد میں عورتیں بھی بیٹھی ہیں میں انہیں بھی توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس بات کا خیال رکھیں۔ اور بچپن سے ہی بچوں کے کانوں میں یہ ڈالنا شروع کر دیں کہ بڑے ہو کر انہوں نے دین کی خدمت کرنی ہے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بڑے ہو کر انہیں دین کی خدمت کا احساس رہے گا۔ کچھ عرصہ ہوا۔ کالج کی ایک سٹوڈنٹ ہمارے گھر آئی۔ اور اس نے مجھے ایک رقعہ دیا جس میں لکھا تھا کہ میں دین کی خدمت کے لئے اپنی زندگی وقف کرنا چاہتی ہوں۔ میں نے کہا۔ بی بی لڑکیاں زندگی وقف نہیں کر سکتیں۔ کیونکہ واقف زندگی کو تبلیغ کے لئے گھر سے باہر رہنا پڑتا ہے بلکہ بعض دفعہ اسے ملک سے بھی باہر جانا پڑتا ہے۔ اور لڑکیاں اکیلی باہر نہیں جا سکتیں۔ ہاں اگر تم زندگی وقف کرنا چاہتی ہو۔ تو کسی واقف زندگی نوجوان سے شادی کرلو۔ وہ خاموش ہو کر چلی گئی۔ میری بیوی کی ہم جماعت کو یہ بات معلوم ہوئی۔ تو وہ کہنے لگی۔ میں نے اس سے پہلے کی نیت کی ہوئی تھی کہ میں اپنی زندگی دین کے لئے وقف کروں گی۔ لیکن اس نے پہل کر لی۔ بہر اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان کئے کہ اس کی شادی ایک

غیر ملکی واقف زندگی

نوجوان سے ہو گئی۔ اب دیکھو نیک نیتی کیسے اچھے پھل لاتی ہے۔ پھر ایک دن ایک اور لڑکی روتی ہوئی میرے پاس آئی۔ اور اس نے کہا کہ میں کسی واقف زندگی نوجوان سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔ لیکن میرے والد اس میں روک بنتے ہیں۔ اور وہ میری شادی واقف زندگی سے نہیں کرنا چاہتے۔ میں حیران ہوا کہ اس کے اندر کس قسم کا اخلاص پایا جاتا ہے۔ میں نے مولوی ابوالعطاء صاحب کو کہا۔ کہ وہ اس کے والد کو سمجھائیں۔ آخر چند دنوں کے بعد وہ پھر آئی۔ اور اس نے کہا کہ میرا والد ایک واقف زندگی سے میری شادی کرنے پر آمادہ ہو گیا ہے۔ چنانچہ اس کی شادی ہو گئی۔ شادی کے بعد وہ پھر ایک دن روتی ہوئی میرے پاس آئی۔ اور کہنے لگی کہ میرا باپ کہتا ہے۔ کہ اگر تو اپنے خاوند کے ساتھ

ملک سے باہر

گئی۔ تو میں تمہاری شکل تک نہیں دیکھوں گا۔ میں نے کہا میں بیمار ہوں۔ تمہارے رونے کی وجہ سے میرا دل گھبراتا ہے۔ اس لئے تم خود ہی کچھ کرو۔ اور اپنے والد کو کسی نہ کسی طرح راضی کرلو۔ بعد میں میں نے پھر مولوی ابوالعطاء صاحب سے کہا۔ اور انہوں نے کوشش کر کے سمجھوتہ کرا دیا۔ اب دیکھو

وقفِ زندگی

ایک جہاد ہے۔ اور جہاد کا عورتوں کو براہِ راست حکم نہیں۔ واقفِ زندگی نوجوانوں کو غیر ممالک میں جانا پڑتا ہے اور لڑکیاں اکیلی باہر نہیں جا سکتیں۔ اس لئے اس قسم کی قربانی کا انہیں براہِ راست حکم نہیں۔ لیکن جب لڑکیوں میں دین کی خدمت کا جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ان کے لئے ایسے سامان پیدا کر دیتا ہے۔ کہ ان کی خواہش پوری ہو جاتی ہے۔ پس ضروری ہے کہ ماں باپ بچپن سے ہی اپنی اولاد کے کانوں میں یہ بات ڈالنی شروع کر دیں کہ انہوں نے بڑے ہو کر دین کی خدمت کرنی ہے۔ اور پھر اگر اپنے بچوں کو وقف کرنے کا عہد کریں۔ تو ان لوگوں کی طرح نہ بنیں جو شروع شروع میں تو کہتے ہیں کہ ہم نے سب بچے دین کی خدمت کے لئے وقف کر دیئے ہیں۔ لیکن جب عملی طور پر وقف کا سوال پیدا ہوتا ہے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ کبھی انہوں نے وقف کا نام ہی نہیں لیا تھا۔

پھر

ایک دوست نے لکھا ہے

کہ جماعت کے احباب کو توجہ دلائی جائے۔ کہ وہ واقفین زندگی کی قدر کیا کریں اور یہ سمجھیں کہ دین کا خادم ہونا نہایت اعلیٰ اور قابلِ قدر مقام ہے۔ اور اس کی جتنی بھی عزت کی جائے کم ہے۔ میرے نزدیک یہ ایک نہایت ہی ضروری امر ہے اور جماعت کے دوستوں کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اس غرض کے لئے جماعت میں یہ طریق جاری کیا گیا ہے کہ جو واقفِ زندگی تبلیغ کے لئے باہر جاتا ہے یا ایک وقت تک کام کرنے کے بعد واپس آتا ہے اسے الوداع یا خوش آمدید کہنے کے لئے کثرت سے لوگ سٹیشن پر جاتے ہیں اور اس کا اعزاز کرتے ہیں۔ لیکن اس طرف بھی پوری توجہ نہیں۔ میرے نزدیک

واقفین زندگی کے اعزاز کو بڑھانے کے لئے

ضروری ہے کہ جب وہ باہر جائیں تو ہزاروں کی تعداد میں جماعت کے دوست انہیں الوداع کہنے جائیں۔ اور جب وہ واپس آئیں تو ہزاروں کی تعداد میں لوگ انہیں خوش آمدید کہنے جائیں۔ ایک طرف مردوں کا ہجوم ہو اور دوسری طرف عورتیں گروہ در گروہ کھڑی ہوں تاکہ دوسروں کو بھی خیال آئے کہ کاش ان کے بچے بھی تبلیغ کے لئے باہر جاتے اور وہ بھی اس قسم کی خوشی کا دن دیکھتے اسی طرح [illegible]

کو بھی اس کام میں حصہ لینا چاہیئے۔ مثلاً لاہور، شیخوپورہ و لائلپور یا کسی دوسرے سٹیشن پر گاڑی پہنچے تو وہاں کی جماعتیں الوداع یا خوش آمدید کہنے کے لئے بڑی بھاری تعداد میں اسٹیشن پر پہنچا کریں۔ بلکہ جماعت کے دوستوں کو چاہیئے۔ کہ وہ ایسے موقعوں پر اپنے غیر احمدی دوستوں کو بھی ساتھ لایا کریں۔ کیونکہ اس طرح بھی انہیں تبلیغ ہو جاتی ہے۔

اس کے ساتھ ہی میں یہ بیان کر دینا چاہتا ہوں کہ اگر جماعت واقفین کی قدر نہیں کرتی تو اس میں ایک حد تک نقص واقفین زندگی کا بھی ہے۔

انہیں یاد رکھنا چاہیئے

کہ سارے کام صرف مسائل دینیہ سیکھ لینے سے ہی نہیں ہوتے۔ بلکہ انہیں اپنے اندر کچھ نہ کچھ انتظامی قابلیت بھی پیدا کرنی چاہیئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لو۔ جب آپ کسی صحابیؓ کو کسی کام کے لئے مقرر فرماتے تھے۔ تو آپ اس کی انتظامی قابلیت کو بھی دیکھتے تھے آپؐ کے پاس بڑے بڑے عالم صحابہؓ بھی ہوتے تھے۔ لیکن آپ اس عہدہ پر اسی شخص کو مقرر فرماتے۔ جو چاہے علمی قابلیت کے لحاظ سے دوسروں سے کم ہی ہو۔ لیکن اس میں انتظامی قابلیت پائی جاتی ہو۔ ہمارے مبلغین کو بھی چاہیئے کہ وہ اپنے اندر انتظامی قابلیت پیدا کریں تا انہیں ضرورت کے وقت انتظامی امور پر بھی لگایا جا سکے۔ سلسلہ کو صرف مبلغین کی ہی ضرورت نہیں۔ بلکہ ایسے لوگوں کی بھی ضرورت ہے۔ جو انتظامی کام سنبھال سکیں۔ مثلاً اس وقت نو کے قریب ناظر ہیں۔ نو کے قریب وکیل ہیں اور اٹھارہ کے قریب نائب ناظر اور نائب وکیل ہیں۔ چھتیس تو یہی بن گئے اگر انتظامی قابلیت رکھنے والے لوگ ہمیں میسر نہ آئیں۔ تو اس تعداد کو کس طرح پورا کیا جا سکتا ہے لیکن اگر واقفین علمی قابلیت کے ساتھ ساتھ اپنے اندر انتظامی قابلیت بھی پیدا کریں۔ غیر ملکی زبانیں سیکھیں ان میں مختلف مضامین پر لکھی ہوئی کتابوں کا مطالعہ کریں اور اچھی اور مفید باتوں کو اخذ کرنے کی کوشش کریں تو مرکزی انتظامی عہدوں پر بھی انہیں لگایا جا سکتا ہے۔

عیسائیوں کو دیکھ لو

ان میں اکثر انتظامی عہدے پادریوں کے ہی سپرد ہوتے ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ان کی تعلیم کا معیار بھی وہی ہوتا ہے جو انتظامی محکموں میں کام کرنے والے عہدیداروں کا ہوتا ہے۔ یورپ کی تاریخ پڑھو تو تمہیں معلوم ہوگا۔ کہ پرانی حکومتوں میں وزیر اعظم وزیر جنگ اور وزیر خزانہ کے عہدوں پر پادری ہی مقرر کئے جاتے تھے۔ جب فرانس کی طاقت یورپ پر بڑھی ہوئی تھی۔ اس کا وزیر خزانہ ایک پادری تھا۔ جب کبھی مالی لحاظ سے بادشاہ کو کوئی وقت پیش آتی وزیر خزانہ اسے دور کرتا تھا۔ اور مشکلات کو دور کرنے کی وہ کوئی نہ کوئی صورت نکال لیتا تھا۔ اسی طرح اور بھی کئی بادشاہ گذرے ہیں جن کی حکومتوں کے نظم ونسق میں پادریوں کو خاص دخل حاصل تھا۔ جب انتظامی محکموں کے افسر فیل ہو جاتے تھے۔ تو پادری حکومت کو قائم رکھنے میں مدد دیتے تھے۔

پس اگر واقفین اپنے اندر

انتظامی قابلیت پیدا کر لیں

تو اسی کی وجہ سے جماعت میں ان کا اعزاز خود بخود بڑھ جائے گا۔ انگلستان کے عیسائی اگرچہ پروٹسٹنٹ ہیں کیتھولک نہیں۔ لیکن پھر بھی وہاں پادریوں کے اثر کی یہ کیفیت ہے کہ ایڈورڈ ہشتم نے جب ایک مطلقہ عورت سے شادی کا ارادہ کیا۔ تو گو وہ عورت پہلے ہی شاہی دعوتوں میں شریک ہوا کرتی تھی اور سب کو اس کا علم تھا۔ لیکن پادریوں نے اس پر اعتراض کرنا شروع کر دیا۔ اور کہا کہ یہ بات چرچ کے دستور کے خلاف ہے ان پادریوں کا اتنا اثر تھا۔ کہ باوجود اس کے کہ مسٹر چرچل بادشاہ کی تائید میں تھے۔ تمام وزراء نے یہ نوٹس دے دیا کہ اگر بادشاہ نے اس عورت سے شادی کی۔ تو ہم استعفیٰ دے دیں گے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہ اس بات پر مجبور ہو گیا کہ تخت کو چھوڑ دے حالانکہ وہ اپنی رعایا کو انتہائی محبوب تھا۔

پس ہمارے

مبلغین کو بھی چاہیئے

کہ وہ اپنے اندر انتظامی قابلیت پیدا کریں۔ تا کہ انہیں مرکزی عہدوں پر لگایا جا سکے۔ اگر ان میں قابلیت پیدا ہو جائے گی۔ تو جب انہیں ناظر یا نائب ناظر کے عہدہ پر مقرر کیا جائے گا۔ تو وہ بڑے بڑے وزراء کو بھی بے دھڑک مل سکیں گے۔ اسی طرح انہیں اخبارات کا بھی مطالعہ کرنا چاہیئے لیکن دوسروں سے خریدے ہوئے اخبارات نہ ہوں بلکہ قربانی کر کے خود اخبارات خریدا کریں اور ان کا مطالعہ کیا کریں یہ نہیں کہ دفتر گئے اور وہاں اخبار پڑی دیکھی تو اس کو پڑھنا شروع کر دیا۔ انہیں چاہیئے کہ خواہ کتنا ہی تنگ گذارہ کیوں نہ کرنا پڑے۔ اخبار خود خرید کر پڑھیں میں اپنے بچپن کے زمانہ میں بھی اخبار خود خریدا کرتا تھا۔ حالانکہ اس وقت مجھے صرف تین روپیہ ماہوار جیب خرچ ملا کرتا تھا۔ مجھے انگریزی زبان سے دلچسپی بھی اپنی اخبارات کے مطالعہ کی وجہ سے ہوئی ہے۔ میں اپنا سارا جیب خرچ اخبارات خریدنے میں لگا دیتا تھا۔ کیونکہ مجھے اپنے معلومات کو وسیع کرنے کا شوق تھا ان دنوں سکول میں اخبارات آتے تھے۔ اور میرے لئے ممکن تھا کہ میں وہاں جا کر ان کا مطالعہ کر سکوں۔ لیکن میری غیرت برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ کہ میں دوسری جگہ سے اخبارات لے کر پڑھوں۔ پس واقفین کو چاہیئے کہ وہ

خود اخبارات خریدیں

اور ان کا مطالعہ کریں۔ تا کہ ان کی معلومات وسیع ہوں۔ انہیں یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ وہ اخراجات کہاں سے لائیں گے۔ انہیں معمولی گذارہ ملتا ہے بلکہ انہیں کسی نہ کسی طرح اخبارات کے اخراجات مہیا کرنے چاہئیں۔ مثلاً یہ ہو سکتا ہے کہ وہ کپڑے دھوبی سے نہ دھلوائیں بلکہ وہ خود دھو لیں۔ اور جو رقم بچے اس سے کوئی اخبار خرید لیں۔ اسی طرح انہیں انتظامی کاموں کی اہلیت پیدا کرنی چاہیئے تا کہ جب انہیں ایسے عہدوں پر مقرر کیا جائے۔ وہ اپنے کام کو خوش اسلوبی سے سرانجام دے سکیں۔ درد صاحبؓ کو دیکھ لو۔ جب وہ مرکز میں خدمت کے لئے آئے تو ان کی عمر ۱۸۔ ۱۹ سال کی تھی۔ مگر اس وقت بھی وہ سلسلہ کے کاموں کے لئے بڑے بڑے سرکاری افسروں حتیٰ کہ وزراء کو بھی بے دھڑک مل لیتے تھے۔ اور اب بعض لوگ ایسے ہیں جو ۵۰ ۴۵ سال کے ہیں۔ اور درد صاحبؓ سے تعلیم میں بھی زیادہ ہیں۔ لیکن انہیں کسی افسر سے ملنے کے لئے بھیجا جائے تو اول تو وہ افسر کی ملاقات سے پہلے ہی کانپنے لگ جاتے ہیں اور پھر اوٹ پٹانگ باتیں کر کے آ جاتے ہیں۔ حالانکہ احراری علماء نے بھی

اس قسم کی قابلیت

اپنے اندر پیدا کر لی تھی۔ کہ خواجہ ناظم الدین صاحب ان سے ملا کرتے تھے۔ پس کوئی وجہ نہیں۔ کہ ہمارے واقفین اپنے اندر قابلیت پیدا نہ کریں۔ اگر واقفین اپنے اندر یہ قابلیت پیدا کریں۔ تو جماعت کے دوست خود بخود ان کا اعزاز کرنے لگ جائیں گے۔ پس اگر واقفین چاہتے ہیں کہ ان کا جماعت میں اعزاز ہو تو انہیں بھی اس کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا چاہیئے۔ انہیں موجودہ سیاست اور تنظیم سے واقفیت پیدا کرنی چاہیئے پچھلے سال جو مجھے بیماری کا حملہ ہوا وہ صرف اس وجہ سے ہوا کہ میں نے بجٹ کی تیاری کے سلسلہ میں بہت زیادہ محنت کی تھی۔ اس دفعہ پھر تحریک جدید کے وکیل اعلیٰ میرے پاس آئے اور کہا کہ بجٹ کی تیاری کے سلسلہ میں جو مشکلات ہیں ان کے دور کرنے میں ہماری راہنمائی فرمائیں۔ حالانکہ وہ خود مالیات کے ماہر ہیں۔ اور گورنمنٹ کے سیکرٹری رہے ہیں۔ میں نے انہیں کہا میں بیماری کی وجہ سے مجبور ہوں۔ میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا آپ قریشی عبدالرشید صاحب کو ساتھ لے لیں اور بجٹ پر غور کر کے ان مشکلات کا حل تلاش کریں۔ چنانچہ وہ واپس چلے گئے اور قریشی عبدالرشید صاحب سے مل کر انہوں نے بجٹ پر غور کیا اور آخر تمام مشکلات حل ہو گئیں۔ اسی طرح صدر انجمن احمدیہ میں اختر صاحب آئے۔ انہیں سرکاری ملازمت کا تجربہ تھا۔ انہوں نے چند نوجوانوں سے مل کر کانٹ چھانٹ شروع کی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے اخراجات کم ہو گئے۔ پس اگر نوجوان اپنے اندر انتظامی قابلیت پیدا کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ ان کا جماعت میں اعزاز نہ ہو اور انہیں مرکزی اہم عہدوں پر نہ لگایا جائے اس کے علاوہ خود واقفین کو بھی اپنے وقار اور عزت نفس کا خیال رکھنا چاہیئے۔ مجھے ایک دوست نے بتایا کہ میں کسی دوسرے ملک میں جا رہا تھا کہ مجھے ایک عالم نے کہا کہ مانگنا تو بری بات ہے۔ لیکن اگر آپ میرے لئے کوئی تحفہ لانا چاہیں تو فلاں چیز لے آئیں۔ حالانکہ ہمیں تو غیرت کا ایسا نمونہ دکھانا چاہیئے کہ اگر کسی وقت ہمارے منہ سے غلطی سے ایسی بات نکل بھی جائے اور دوسرا ہمارے لئے کوئی چیز لے آئے تب بھی ہم وہ چیز قبول نہ کریں۔ اور کہیں کہ مجھ سے غلطی ہوئی تھی۔ کہ میں نے آپ سے اس کا ذکر کر دیا اب آپ یہ چیز کسی دوسرے کو دے دیں۔ میں یہ لینے کے لئے تیار نہیں۔ اور اگر پھر بھی وہ دینے پر اصرار کرے تو اُسے اس کی قیمت ادا کر دی جائے۔ میرے ساتھ

حال ہی میں یہ واقعہ ہوا

کہ ہمارے ایک دوست بجلی کا پنکھا لینے کے لئے گئے۔ وہاں کوئی شخص ایک خاص قسم کے پنکھے کا آرڈر دے رہا تھا۔ ہمارے اس دوست کے دریافت کرنے پر اس نے بتایا کہ میں یہ پنکھا اپنے پیر کے لئے بنوا رہا ہوں۔ انہوں نے کہا میرے پیر کے لئے بھی ایک پنکھا بنوا دیں۔ چنانچہ وہ ایک پنکھا بنوا کر میرے پاس لے آئے۔ میں نے انہیں کہا اسے فوراً واپس کر دو۔ کیونکہ تم نے خود مانگا ہے۔ اور سوال کر کے میری بے عزتی کی ہے میں اسے ہرگز قبول نہیں کر سکتا۔ پس اگر تم میں سے کسی کے پاس کوئی کپڑا نہیں۔ کوٹ نہیں اور کسی دوست سے بات کرتے ہوئے تمہارے منہ سے نکل جاتا ہے کہ میرے لئے فلاں چیز لیتے آنا اور وہ لے آئے تو تم اسے کہو کہ یہ کسی اور کو دے دو۔ کیونکہ میرے منہ سے غلطی سے ایسی بات نکل گئی تھی۔ یہ سوال ہے اور سوال کرنا منع ہے۔ اگر کوئی ایسا کرتا ہے۔ تو یقیناً اس کی عزت بڑھے گی۔ اور لوگ اسے قدر کی نگاہ سے دیکھنا شروع کر دیں گے۔

اس دوست نے اس بات کی کہ واقفین کو جماعت میں منظرِ استحسان نہیں دیکھا جاتا

ایک مثال یہ دی ہے

کہ انہیں کوئی لڑکی نہیں دیتا۔ مگر یہ بات بالکل غلط ہے۔ میری یہ عادت نہیں کہ میں کسی کا نام لے کر بات کروں۔ لیکن جہاں اس کے بغیر چارہ نہ ہو وہاں مجبوری ہوتی ہے۔ میرے نزدیک ہماری جماعت میں ایسی کئی مثالیں پائی جاتی ہیں کہ معززین جماعت نے واقفین کو اپنی لڑکیاں دیں مثلاً ہمارے ایک مبلغ عبدالحی صاحب ہیں۔ وہ صرف میٹرک پاس ہیں۔ انہیں جماعت کے ایک ڈاکٹر نے جن کی پریکٹس ڈیڑھ دو ہزار روپیہ ماہوار کی ہے۔ اپنی لڑکی کا رشتہ دیدیا۔ لیکن عبدالحی صاحب نے اسے طلاق دے دی۔ پھر ہم نے وہاں ایک اور مبلغ بھیجا تو باوجود اس کے کہ ڈاکٹر صاحب کو اس کی لڑکی کی وجہ سے صدمہ پہنچ چکا تھا۔ انہوں نے اس لڑکی کا نکاح پھر نئے مبلغ سے کردیا۔ گویا انہوں نے اپنی لڑکی کی دو دفعہ شادی کی اور دونوں دفعہ واقفین زندگی سے کی۔ حالانکہ ان کے پہلے داماد نے اس بات کا خیال تک نہ کیا۔ کہ اگر میں واقف زندگی ہوں۔ اور مجھ میں کوئی خوبی ہے تو وہ خدا تعالےٰ کی نظر میں ہے یہ شخص دنیوی لحاظ سے بہت معزز ہے۔ اور ڈیڑھ دو ہزار روپیہ ماہوار پریکٹس کے ذریعہ کما لیتا ہے۔ اس نے اگر مجھے محض واقف زندگی ہونے کی وجہ سے لڑکی دے دی۔ تو مجھے

اس کی قدر کرنی چاہیئے

پھر ایک اور واقف زندگی ہے۔ اس کے لئے پانچ سات رشتے تلاش کئے گئے۔ لیکن اس نے ہر دفعہ انکار کر دیا۔ اور کہا کہ میری بہن جہاں چاہے گی میرا رشتہ کرے گی۔ اور اس کی بہن بھی رشتے لاتی ہے۔ جن کے متعلق ہمیں علم ہے۔ کہ اس نے پسند نہیں کرنے۔ پس واقفین زندگی کو بھی اپنی حیثیت دیکھنی چاہیئے۔ بے شک ان میں دینی قابلیت پائی جاتی ہے۔ لیکن انہیں اپنا معیار اتنا بلند بھی نہیں کرلینا چاہیئے۔ کہ کوئی کمشنر اپنی لڑکی انہیں دے۔ تو وہ قبول کریں گے ورنہ نہیں۔ آخر وہ ایسا رنگ اپنے اندر کیوں پیدا نہیں کرتے جو خدا تعالےٰ کو بھی پسند ہو۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال ہمارے سامنے ہے اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ حضرت ابوبکرؓ ایک مالدار شخص تھے اور انہوں نے اپنی لڑکی آپ کی خدمت میں پیش کر دی تھی۔ لیکن آپ کی دوسری بیویاں اکثر ایسی ہی تھیں۔ کہ ان میں سے کوئی مطلقہ تھی۔ اور کوئی بیوہ تھی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو برداشت کیا ہے یا نہیں۔ پھر واقفین کو کون سے سرخاب کے پر لگے ہوئے ہیں۔ کہ انہیں کسی بڑے رئیس کی لڑکی ملے۔ تو وہ شادی کریں گے ورنہ نہیں۔ اگر تم اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہو۔ تو لڑکی والے اپنے آپ کو کیوں بڑا نہ سمجھیں۔ پس واقفین کو چاہیئے کہ وہ ان باتوں کو ترک کردیں۔ اور جو چیز بھی خدا تعالےٰ کی طرف سے ملے۔ اس کی قدر کریں۔

بہرحال

یہ بات بالکل غلط ہے

کہ واقفین کو رشتے نہیں ملتے۔ میرے باڈی گارڈوں کی تنخواہ ۷۵/- روپے ماہوار ہے۔ لیکن پچھلے چند دنوں میں ان میں سے پانچ کی شادیاں ہوئی ہیں۔ واقفین کو ان سے زیادہ تنخواہ ملتی ہے۔ مثلاً مبلغین کی تنخواہ ۷۵/- روپے سے ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار ہے۔ اگر ۷۵/- روپے ماہوار لینے والے کو رشتہ مل جاتا ہے۔ تو انہیں کیوں نہیں مل سکتا۔ وجہ صرف یہی ہے کہ باڈی گارڈ تو یہ سمجھتے ہیں کہ اگر انہیں کسی شریف گھرانے کی لڑکی مل جائے۔ تو کافی ہے لیکن واقف زندگی کہتا ہے کہ مجھے کوئی جرنیل یا گورنر اپنی لڑکی دے۔ تب میں شادی کروں گا۔ ورنہ نہیں۔ اور جب وہ اپنی قیمت حد سے زیادہ لگاتا ہے۔ تو خدا تعالےٰ بھی اسے ناکام کرتا ہے۔ پس جب باڈی گارڈوں کو بھی رشتے مل جاتے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ واقفین کو رشتے نہ ملیں۔ کیونکہ

ایک واقف کی حیثیت

باڈی گارڈ سے بہت زیادہ ہے۔ وہ عربی کا گریجوایٹ ہوتا ہے اور اس کا اعزاز باڈی گارڈ سے سو گنے زیادہ ہوتا ہے۔ پھر اس کی آمد بھی زیادہ ہوتی ہے۔ باڈی گارڈ کی تنخواہ میں ترقی بھی ہوگی۔ تو وہ ۱۰۰/- روپے سے زیادہ نہیں بڑھے گی۔ لیکن واقفین کی تنخواہیں ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار تک جاسکتی ہیں۔ پھر اگر ان میں سے کسی کا بیرونی مبلغ کے طور پر انتخاب ہوگیا۔ یا مرکز میں ناظر یا نائب ناظر کے عہدہ پر تقرر ہوگیا۔ تو ان کی تنخواہیں تین تین چار چار سو روپیہ تک بھی جاسکتی ہیں۔ پس حقیقت یہی ہے کہ واقفین کو رشتے ملتے ہیں لیکن بعض اوقات وہ اپنی نادانی کی وجہ سے خود انہیں رد کردیتے ہیں۔

پھر ایک دوست نے لکھا ہے کہ

جماعت کے امراء کو تحریک کی جائے

کہ وہ اپنے ایک ایک لڑکے کی زندگی دین کی خدمت کے لئے وقف کریں۔ اس سے بھی جماعت میں واقفین کا اعزاز بڑھے گا۔ اور نوجوانوں کو وقف کی تحریک ہوگی۔ اس بات کا جواب میں پہلے بھی دے چکا ہوں۔ کہ یہ بالکل غلط ہے۔ جماعت میں مجھ سے زیادہ امیر کس شخص کا ہے۔ میں نے اپنے سب بیٹوں کی زندگیاں وقف کردی ہیں۔ اگر اس سے واقفین کا اعزاز نہیں بڑھا اور جماعت کو وقف کی طرف توجہ نہیں ہوئی۔ تو اور کونسا امیر ہے۔ جو اپنا لڑکا دین کی خدمت کے لئے وقف کردے۔ تو جماعت میں واقفین کا اعزاز بڑھ جائے گا۔ اور لوگوں کو وقف کی طرف توجہ پیدا ہو جائے گی۔

پھر ایک شخص نے اس بات کی تحریک کی ہے۔ کہ عیسائیوں کی طرح تبلیغ کی خاطر ایسے نوجوانوں کو لیا جائے۔ جو مجردانہ زندگی بسر کرنے کے لئے تیار ہوں۔ مگر یہ جائز نہیں اس لئے ہم اسے اختیار نہیں کرسکتے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ شادی کے بعد عورتیں بعض اوقات ایسے مطالبات کر دیتی ہیں۔ جو مبلغ پورا نہیں کرسکتے اور اس کے نتیجہ میں ازدواجی زندگی تلخ ہو جاتی ہے۔ لیکن ہم اس تجویز پر عمل نہیں کرسکتے اسلام نے تجرد کی زندگی بسر کرنے سے منع کیا ہے۔ اور جس کام کو اسلام نے جائز قرار نہیں دیا۔ اسے ہم اسلام کی خدمت کے لئے کس طرح جاری کرسکتے ہیں۔

پھر ایک دوست نے لکھا ہے کہ واقفین کو کوئی نہ کوئی فن سکھانا چاہیئے۔ یہ بات نہایت معقول ہے۔ میں نے بعض واقفین کو زمینداری کا کام سکھانے کی ہدایت دی ہے۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔ اگر انہوں نے اپنے اندر قابلیت پیدا کرلی۔ تو نہ صرف جماعت میں ان کا وقار بڑھے گا۔ بلکہ یہ فن بھی ترقی کرے گا۔ جب انہیں جماعتوں میں بھیجا جائے گا۔ تو وہ تبلیغ کے ساتھ جماعت کے زمینداروں کی اقتصادی حالت کو بھی بہتر بنا سکیں گے۔ اس طرح ڈرائیونگ کا پیشہ بہت مفید ہے۔ کالج والوں کو چاہیئے کہ وہ ہر واقف کو ڈرائیونگ کا کام سکھا دیں جن لڑکوں کو شوق ہوتا ہے۔ وہ بڑی آسانی سے یہ فن سیکھ لیتے ہیں۔ پھر ڈرائیونگ کا کام سیکھنے کے بعد انہیں موٹر مکینک کا کام سکھایا جائے غیر ملکوں میں ڈرائیونگ کا کام جاننے والے کی بہت قدر ہوتی ہے۔ وہاں ڈرائیور ملنا مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے اگر کوئی خود ڈرائیونگ جانتا ہو۔ تو اسے کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔

یورپ کے سفر کے دوران میں

میں نے ایک موٹر ڈرائیور سے دریافت کیا۔ کہ یہاں گھروں میں کام کرنے والے ڈرائیوروں کی کیا تنخواہ ہے۔ تو اس نے بتایا۔ کہ یہاں ان کی تنخواہیں ۴۰۰/- روپیہ ماہوار تک ہیں۔ پھر میں نے دریافت کیا۔ کہ ٹیکسی ڈرائیوروں کی کیا تنخواہ ہے۔ تو اس نے بتایا۔ ٹیکسی ڈرائیوروں کی تنخواہ ۱۵۰۰/- روپے ماہوار تک ہے۔ میں نے کہا گھر کے ڈرائیور کو تو دن میں کسی وقت ڈرائیونگ کرنی پڑتی ہے۔ اور تمہیں سارا دن ڈرائیونگ کرنی پڑتی ہے۔ پھر تمہاری اور گھر کے ڈرائیوروں کی تنخواہوں میں اس قدر فرق کیوں ہے۔ تو اس نے بتایا۔ کہ ہمیں وقتاً فوقتاً انعام بھی ملتے رہتے ہیں۔ اور انعاموں کو ملا کر ہماری تنخواہ ہزار روپے ماہوار سے بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ لیکن گھر کے ڈرائیور کو کوئی انعام نہیں ملتا۔ اس لئے اس کی تنخواہ ٹیکسی ڈرائیور سے نیچی ہوتی ہے۔ پس

ڈرائیونگ اور مستری کا کام

بہت مفید پیشہ ہے۔ اور کالج والوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے طلباء کو ان پیشوں کی تعلیم دیں۔ ہمارے علماء نے پچھلے بزرگوں کی کتابیں پڑھی ہیں۔ ان میں عموماً یہ لکھا ہوتا ہے۔ کہ فلاں بزرگ بڑے عالم تھے اور دنیا کے کناروں سے لوگ ان کے پاس آتے تھے۔

موزوں کی مرمت

کیا کرتے تھے۔ یا جوتیاں گانٹھ کر روزی کمایا کرتے تھے۔ فلاں بزرگ ٹوکریاں بنایا کرتے تھے۔ غرض ہر شخص

کوئی نہ کوئی پیشہ

جانتا تھا۔ اس چیز کا اہل عرب پر اتنا اثر ہوا کہ آج تک وہ اپنے پیشے گناتے ہیں۔ ان میں چاہے کوئی وزیر اعظم ہو۔ تب بھی وہ اپنے نام کے ساتھ اپنا پیشہ لگائے گا۔ اور اسے وہ بالکل برا نہیں سمجھے گا پس طلباء کو مختلف پیشے سکھانے چاہئیں۔ اسی طرح اگر علماء مختلف پیشے سیکھ لیں تو جماعت میں بھی ان پیشوں کی قدر ہو جائے گی۔

پھر ایک دوست نے لکھا ہے کہ عورتوں کو ڈاکٹری پڑھا کر ان کی واقفین زندگی سے شادی کر دینی چاہیئے۔ مگر

یہ عجیب بات ہے

کہ ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے کہ واقفین زندگی کو جماعت میں بنظر استحسان نہیں دیکھا جاتا۔ اور دوسری طرف یہ کہا جاتا ہے کہ عورتوں کو ڈاکٹری پڑھا کر ان کی واقفین زندگی سے شادی کر دینی چاہیئے۔ اگر جماعت کے لوگ اپنی ان پڑھ یا عام تعلیم یافتہ لڑکیاں بعض دوستوں کے خیال کے مطابق واقفین زندگی کو دینے پر تیار نہیں۔ تو وہ ڈاکٹر لڑکیاں ان کے نکاح میں کیسے دیدیں گے۔ لیکن میں پھر بھی کہوں گا کہ تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔ جہاں جماعت کا فرض ہے کہ وہ واقفین زندگی کا اعزاز کرے وہاں واقفین کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنے حالات کو دیکھیں۔ اور جو کچھ اللہ تعالےٰ نے انہیں دیا ہے۔

اس پر قناعت کریں۔ اور یہ نہ سمجھیں کہ کسی جرنیل یا وزیر کی بیٹی ہی انہیں ملے گی تو شادی کریں گے ورنہ نہیں

پھر ایک دوست نے لکھا ہے

کہ جماعت کے نوجوان مولوی کہلانے سے ڈرتے ہیں۔ اس لئے وہ اس طرف نہیں آتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جہاں تک ظاہر کا تعلق ہے ہم نے اس کا علاج کر دیا ہے۔ چنانچہ ہم نے ان کی ڈگری کا نام شاہد رکھ دیا ہے۔ وہ مولوی نہ کہلائیں۔ شاہد کہہ لیں۔ لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ لوگوں کو مولوی کہنے کی عادت پڑ گئی ہے۔ اور اب اس عادت کو دور کرنا بہت مشکل ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اگر مولوی کہا جاتا تو آپ چڑ جایا کرتے تھے۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی آپ کو چڑانے کے لئے ہمیشہ مولوی غلام احمد کہا کرتا تھا۔ جس پر آپ کو غصہ آجاتا تھا۔ اور آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں نے کئی بار اسے کہا ہے کہ مجھے مولوی نہ لکھا کرو۔ لیکن یہ مجھے چڑانے کے لئے ہمیشہ یہی لکھتا ہے۔ کہ مولوی غلام احمد کی یہ بات ہے مگر مولوی کہنے کے بغیر کوئی چارہ بھی نہیں۔ کیونکہ دینی علوم کی طرف توجہ دلانے کے لئے مولوی کے سوا ہمارے پاس اور کوئی لفظ نہیں۔ بہرحال ہم نے علماء کی ڈگری کا نام شاہد رکھا ہوا ہے اس سے بھی کسی حد تک مولویت پر پردہ پڑ جاتا ہے۔

پھر ایک دوست نے لکھا ہے۔ کہ ایسے واقفین زندگی کو منتخب کیا جائے۔

جو ساری عمر کے لئے باہر رہیں

اور نہ صرف ساری عمر کے لئے باہر رہیں۔ بلکہ اپنی جائداد بھی جماعت کو دے دیں۔ یہ بات بھی قابل عمل نہیں۔ کیونکہ جو شخص اپنی زندگی وقف کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اس سے یہ مطالبہ کرنا کہ وہ اپنی جائیداد بھی وقف کر دے کہاں تک درست ہو سکتا ہے۔

پھر ایک دوست نے لکھا ہے۔ کہ کچھ عرصہ کے وقف کا دستور رائج کیا جائے۔ مگر یہ بات بھی قابل عمل نہیں۔ کیونکہ ایک واقف زندگی کے تیار کرنے پر بڑی بھاری رقم خرچ ہو جاتی ہے۔ اگر تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد کسی واقف زندگی کو صرف تین چار سال کے لئے ہی رکھا جائے۔ اور پھر اسے فارغ کر دیا جائے۔ تو اس سے جماعت کو مالی نقصان پہنچے گا اور نہ صرف

جماعت کو مالی نقصان

پہنچے گا۔ بلکہ اس واقف زندگی کو بھی نقصان پہنچے گا۔ کیونکہ جب وہ تبلیغ سے واپس آئیگا۔ تو اسکی ملازمت والی عمر نہیں رہے گی۔ گویا کچھ عرصہ کے وقف کا طریق رائج کرنے سے نہ صرف سلسلہ کا روپیہ ضائع ہوگا

بلکہ واقف زندگی بھی کسی سرکاری ملازمت کے حصول کے قابل نہیں رہے گا۔ پس یہ تجویز بظاہر ٹھیک نظر آتی ہے۔ لیکن درحقیقت معقول نہیں

غرض

یہ مختلف تجاویز ہیں

جو میرے خطبات کے بعد باہر کے احمدی دوستوں نے لکھی ہیں اور ان کے متعلق میں نے اپنے خیالات کا اظہار کر دیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جس شخص کی قسمت میں یہ لکھا ہو۔ کہ وہ دین کی خدمت کرے گا۔ اسے اس کی توفیق مل جاتی ہے اور اگر اس خدمت میں اس کی جان بھی چلی جائے تو وہ اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ اسلامی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ حنین کے موقعہ پر جب ہزاروں تیر اندازوں نے تیروں کی بوچھاڑ شروع کر دی تو مسلمانوں کی سواریاں بدک کر میدان جنگ سے بھاگ پڑیں۔ درحقیقت اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب اسلامی لشکر روانہ ہوا۔ تو مکہ والوں نے خواہش کی کہ چونکہ ہم حدیث العہد ہیں۔ اور اس سے قبل کسی لڑائی میں شامل نہیں ہوئے۔ اس لئے اس موقعہ پر ہمیں بھی قربانی پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اجازت دیدی اور دو ہزار نو مسلم بھی

اسلامی لشکر

کے ساتھ چل پڑے۔ یہ لوگ کفار کے اچانک اور دو طرفہ حملہ کی برداشت نہ کر سکے۔ اور واپس مکہ کی طرف بھاگے۔ صحابہ گو اس قسم کی تکالیف اُٹھانے کے عادی تھے۔ مگر جب دو ہزار گھوڑے اور اونٹ ان کی صفوں میں سے بے تحاشا بھاگتے ہوئے نکلے۔ تو ان کے گھوڑے اور اونٹ بھی ڈر گئے اور سارے کا سارا لشکر بے تحاشا پیچھے کی طرف دوڑ پڑا۔ یہاں تک کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد صرف بارہ صحابی رہ گئے اور تین اطراف سے قریباً چار ہزار تیر انداز تیر برسا رہے تھے۔ ایک صحابیؓ کہتے ہیں کہ ہماری سواریاں اس قدر ڈر گئی تھیں۔ کہ ہمارے ہاتھ باگیں موڑتے موڑتے زخمی ہو گئے۔ لیکن اونٹ اور گھوڑے واپس مڑنے کا نام نہیں لیتے تھے۔ بعض دفعہ ہم باگیں اس زور سے کھینچتے تھے۔ کہ اونٹ یا گھوڑے کا سر اس کی پیٹھ کو لگ جاتا۔ مگر پھر جب ہم اسے پیچھے کی طرف موڑتے۔ تو وہ بجائے پیچھے مڑنے کے اور بھی تیزی کے ساتھ آگے کی طرف بھاگ پڑتا۔ اس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ کو بلایا۔ اور ان سے فرمایا۔ عباس! بلند آواز سے کہو۔ کہ اے وہ لوگو جنہوں نے حدیبیہ کے موقع پر

بیعت رضوان کی تھی اور اے وہ لوگو جو سورۃ بقرہ کے زمانہ کے مسلمان ہو خدا تعالےٰ کا رسول تمہیں بلاتا ہے۔ حضرت عباسؓ نے جب یہ آواز دی تو وہ صحابی کہتے ہیں کہ ہمیں یوں محسوس ہوا کہ گویا ہم مر چکے ہیں۔ قیامت کا دن آگیا ہے۔ اور اسرافیل بگل بجا کر ہمیں بلا رہا ہے تب ہم میں سے جو اپنی سواریاں موڑ سکے انہوں نے اپنی سواریاں موڑ لیں اور جو سواریاں موڑ نہ سکے انہوں نے تلواروں سے اپنے اونٹوں اور گھوڑوں کی گردنیں کاٹ دیں۔ اور خود دوڑتے ہوئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف یہ کہتے ہوئے چل پڑے کہ لبیک یا رسول اللہ لبیک یا رسول اللہ اے رسول اللہ ہم حاضر ہیں۔ اے رسول اللہ ہم حاضر ہیں۔ اور چند منٹ میں ہزاروں کا لشکر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد جمع ہو گیا۔ دیکھو صحابہؓ میں کس قدر جوش اور ایمان پایا جاتا تھا۔ کہ انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اس آواز پر کہ

خدا تعالےٰ کا رسول تمہیں بلاتا ہے

اپنی سواریوں کی گردنیں کاٹ دیں اور دوڑتے ہوئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہو گئے۔ اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہم اسلام کی خدمت کے لئے حاضر ہیں۔ پس جن لوگوں کی قسمت میں دین کی خدمت کرنا ہوتا ہے وہ خود بخود اس کے لئے آگے آجاتے ہیں۔ لیکن جن لوگوں کی قسمت میں یہ نیکی نہیں انہیں نہ میرے خطبات کام دے سکتے ہیں نہ دوسروں کی مثالیں انہیں کوئی فائدہ پہنچا سکتی ہیں۔ نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی باتیں انہیں دین کی خدمت کے لئے آگے لا سکتی ہیں۔ اور نہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتیں انہیں اس طرف توجہ دلا سکتی ہیں وہ ازلی محروم ہیں ان کو برکت کون دے۔ برکت اسی کو ملے گی جس کی قسمت میں وہ پہلے سے لکھی ہوئی ہے۔

ایک لطیفہ مشہور ہے

کہ مرزا غالب کو آم بہت پسند تھے۔ ایک دن وہ بادشاہ کو ملنے گئے تو وہ انہیں اپنے باغ میں لے گیا۔ پرانے زمانہ میں درباریوں کو یہ ادب سکھایا جاتا تھا کہ وہ ہمیشہ بادشاہ کی طرف اپنا منہ رکھا کریں۔ لیکن مرزا غالب بار بار آموں کی طرف دیکھتے۔ بادشاہ نے کہا مرزا غالب یہ کیا بات ہے۔ تم بار بار ادھر کیوں دیکھتے ہو۔ انہوں نے کہا حضور میں نے سنا ہوا ہے کہ جب خدا تعالےٰ اپنے کسی بندے کو اس دنیا میں بھیجتا ہے تو وہ رزق پر اس کا نام لکھ دیتا ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ شاید کسی آم پر میرا یا

میرے باپ دادا کا ہی نام لکھا ہوا ہو۔ بادشاہ ہنس پڑا۔ اور اس نے اپنے ایک نوکر کو حکم دیا۔ کہ وہ

مرزا غالب کے گھر

آم دے آئے۔ پس جس کی قسمت میں خدا تعالےٰ نے دین کی خدمت لکھی ہے اس کے راستہ میں خواہ دس میل تک زہریلے سانپ ہوں۔ وہ انہیں کچلتا ہوا آگے آجائے گا۔ اور خواہ ننگی تلواریں کھڑی ہوں اور اس بات کا خوف ہو کہ اگر وہ آگے بڑھا تو اس کی گردن کٹ جائے گی۔ تب بھی وہ دین کی خدمت کے لئے آگے آجائے گا۔ بلکہ دین کی خدمت تو بڑی چیز ہے ہم دیکھتے ہیں کہ باطل کے ساتھ محبت رکھنے والے بھی کسی مصیبت کی پرواہ نہیں کرتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کی بات ہے

ایک میراثی کا لڑکا

سِل کی مرض میں مبتلا ہو گیا۔ اُس کی ماں اُسے علاج کے لئے قادیان لائی۔ وہ لڑکا عیسائی ہو چکا تھا اور اس کی والدہ کی خواہش تھی کہ وہ کسی طرح دوبارہ اسلام قبول کرے۔ اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے درخواست کی کہ آپ نہ صرف اس کا علاج کریں بلکہ اسے تبلیغ بھی کریں تاکہ یہ دوبارہ اسلام میں داخل ہو جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے بہت سمجھایا لیکن وہ نہ سمجھا۔ آخر ایک رات بیماری کی حالت میں ہی وہ بٹالہ کی طرف بھاگ نکلا۔ تاکہ وہاں عیسائیوں کے مرکز میں چلا جائے۔ اس کی ماں کی آنکھ کھلی اور اس نے چارپائی خالی دیکھی تو وہ رات کے اندھیرے میں اکیلی بٹالہ کی طرف دوڑ پڑی۔ اور کئی میل کے فاصلہ سے اُسے پکڑ کر لے آئی۔ پھر وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور روتی ہوئی کہنے لگی۔ حضور میرا یہ اکلوتا بیٹا ہے اگر یہ مر جائے تو مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ لیکن

میری صرف اتنی خواہش ہے

کہ جس طرح بھی ہو یہ مرنے سے پہلے دوبارہ کلمہ پڑھ لے۔ اللہ تعالےٰ نے اس عورت کے اخلاص کو دیکھ کر یہ فضل کیا کہ وہ تین دن کے بعد اس نے اسلام قبول کر لیا اور پھر وہ فوت ہو گیا۔ پس اگر باطل کے ساتھ محبت کرنیوالے بھی بڑی بڑی قربانیاں کر سکتے ہیں تو دین کے ساتھ سچی محبت رکھنے والے کسی قسم کی قربانی سے کس طرح دریغ کر سکتے ہیں۔ بہرحال وہ دوستوں نے جو باتیں لکھی ہیں۔ ان میں سے بعض بہت اچھی ہیں۔ مثلاً یہ کہ واقفین کو کوئی نہ کوئی پیشہ سکھایا

چاہیئے۔ اور نتیجہ یہ کہ جماعت کے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ

واقفین کا اعزاز کریں

مگر جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ خود واقفین کے اندر انتظامی قابلیت ہونی چاہیئے۔ اگر ان میں انتظامی قابلیت ہوگی تو انہیں مرکز میں ذمہ داری کے عہدے مل سکیں گے۔ انگریزی دانوں سے ہماری کوئی دشمنی نہیں اور نہ عربی دانوں سے ہماری کوئی دشمنی ہے۔ اگر واقفین انتظامی قابلیت پیدا کریں تو درحقیقت مرکز کے سارے اہم عہدے انہی کے لئے ہیں اور وہی اس کے اصل حق دار ہیں۔ پھر سب سے بڑی بات یہ ہے۔ کہ آپ لوگ

دعا کریں

کہ خدا تعالےٰ آپ لوگوں کو سچا ایمان بخشے۔ آپ کے اندر دین کی خدمت کی خواہش پیدا کرے تا اپنی جان اور مال سب کچھ اپنے خدا کے سامنے پیش کر دیں اور جب مریں تو ایسی حالت میں مریں کہ آپ کے دلوں میں یہ حسرت نہ ہو کہ کاش ہم دین کی خدمت کرتے۔ اللہ تعالےٰ ہماری کوتاہیوں کو دور فرمائے اور ہماری خدمات کو قبول کرے۔ اور حضرت ابوبکرؓ کی طرح ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ تھوڑا یا بہت جو کچھ بھی ہمارے پاس ہے وہ ہم اس کی راہ میں قربان کر دیں۔

ایک دفعہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

نے مالی قربانی کا مطالبہ کیا تو حضرت ابوبکرؓ اپنا سارا اثاثہ حتیٰ کہ لحاف اور چارپائیاں بھی اکٹھا کر کے لے آئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامان کو دیکھکر فرمایا۔ ابوبکرؓ کچھ گھر میں بھی چھوڑا ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں نے گھر میں صرف خدا اور اس کے رسول کا نام چھوڑا ہے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ کہ مجھے ہمیشہ یہ تڑپ رہتی تھی۔ کہ میں کسی نہ کسی طرح مالی قربانی میں حضرت ابوبکرؓ سے بڑھ جاؤں مگر میں اس میں کامیاب نہ ہو سکا تھا۔ اس موقع پر میرے پاس اتفاقاً زیادہ مال تھا میں نے کہا۔ چلو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مطالبہ پر میں اس مال کا نصف حصہ دے دیتا ہوں۔ چنانچہ میں نصف مال لے کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب میں وہاں پہنچا تو میں نے سنا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ سے دریافت فرما رہے تھے۔ کہ ابوبکرؓ تم نے اپنے گھر میں بھی کچھ چھوڑا ہے۔ اور حضرت ابوبکرؓ جواب دے رہے تھے کہ یا رسول اللہ میں گھر میں خدا اور اس کے رسول کا نام چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ جب میں نے یہ الفاظ سُنے۔ تو میں نے کہا یہ بڈھا نہیں مانتا۔ میں کتنی قربانی بھی کروں یہ مجھ سے آگے نکل جاتا ہے۔ پس اپنے لئے بھی اور باقی احمدیوں کے لئے بھی یہ دعا کرو کہ جب بھی

دنیا چھوڑنے کا وقت

آئے تم کہہ سکو کہ اے خدا تو نے ہمیں جو مال دیا تھا یا جان دی تھی ہم نے اسے تیرے رستہ میں قربان کر دیا ہے۔ اور تیرے نام کے سوا ہمارے پاس کچھ نہیں رہا۔ اب تو اپنے نام کی عزت کی وجہ سے ہمارے گناہ بخش دے اور ہمیں اپنا قرب نصیب فرما۔

خطبہ ثانیہ کے بعد

حضور نے فرمایا:۔

نماز جمعہ کے بعد میں بعض جنازے پڑھاؤں گا

۱۔ حکیم غلام حسین صاحب پارہ چنار فوت ہو گئے ہیں۔ حکیم صاحب پرانے احمدی تھے۔ درمیان میں انہیں ابتلاء بھی آگیا تھا۔ لیکن پھر اللہ تعالےٰ نے انہیں احمدیت کے قبول کرنے کی توفیق دے دی۔

۲۔ نذرا بیگم صاحبہ اہلیہ ابراہیم عبدالرحمٰن صاحب ڈھاکہ فوت ہو گئی ہیں۔ انہوں نے نواب صاحب کے گھر میں ہی پرورش پائی تھی ان کے والد افریقہ میں رہتے تھے۔

۳۔ منیرالدین صاحب واقف زندگی جامعۃ المبشرین کی اہلیہ کراچی میں اچانک فوت ہو گئی ہیں پچھلے جلسہ پر یہاں آئی تھیں۔ بے چاری نہانے کے لئے بیٹھی تھیں کہ اچانک دل پر اتنا اثر پڑا کہ بے ہوش ہو گئیں۔ انہیں اُٹھا کر باہر لایا گیا تو تھوڑی ہی دیر کے بعد فوت ہو گئیں۔

۴۔ صوفی عبدالرحیم صاحب چاچڑ فوت ہو گئے ہیں۔ آپ صوفی عبدالغفور صاحب مبلغ ہانگ کانگ کے بہنوئی تھے ۱۹۲۴ء میں مولوی نعمت اللہ خاں صاحب کی شہادت کے موقع پر کابل میں موجود تھے۔ اس شہادت سے ہی متاثر ہو کر انہوں نے احمدیت قبول کی تھی۔ نماز کے بعد میں یہ چاروں جنازے پڑھاؤں گا۔

تبلیغی رپورٹ جماعت احمدیہ سکندرآباد بابت ماہ دسمبر ۱۹۵۵ء و جنوری ۱۹۵۶ء

از مکرم سیٹھ علی محمد صاحب اے الہ دین سیکرٹری تبلیغ حیدرآباد دکن

ان ہر دو ماہ میں ۱۲۴ خطوط وصول ہوئے اور ۶۴۲/۲ روپے کا لٹریچر ہندوستان اور بیرون ہند کو مفت اور ۶۶/- روپے کا لٹریچر قیمتاً ارسال کیا گیا۔ اس سال والد مکرم کو جلسہ سالانہ ربوہ کے پہلے اجلاس میں صدارت کرنے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ الحمد للہ۔

بتاریخ ۸ ر جنوری کو ایک خاص اجلاس تاثرات جلسہ سالانہ ربوہ و قادیان کے موضوع پر جوبلی ہال میں صبح ۱۰ تا ۱ بجے تک منعقد ہوا۔ جس میں جماعت کے اکثر ممبر شامل تھے۔ اس جلسہ میں محترم مولوی حکیم محمد دین صاحب۔ صالح محمد صاحب۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب یادگیری جناب عبدالرحیم صاحب ملکاز سیٹھ محمد اعظم صاحب اور عاجز نے تقاریر کیں۔ اور اس جلسہ میں ایک Resolution جو آنحضرت صلعم کی شان میں ہتک کرنے والے کے خلاف بطور احتجاج پاس کیا گیا۔ اور اس کی نقل وغیرہ حکام۔ اخبارات اور مرکز کو بھیجی گئی۔ حضرت والد صاحب قبلہ سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب نے اس جلسہ کی صدارت فرمائی خدا کے فضل سے احباب نے اس کا اچھا اثر لیا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

اسی سلسلہ میں عاجز نے جمعہ جنوری کے خطبہ جمعہ میں حضور اقدس کی وہ معرکۃ الآراء تقریر پڑھکر سنائی جو حضور نے نومبر ۱۹۵۳ء میں صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے دفاتر کچے مکان سے منتقل کر کے نئی عمدہ تعمیر شدہ مکانات میں تبدیلی کے موقعہ پر فرمائی اسکے بعد عاجز نے اپنے تاثرات ربوہ وغیرہ بیان کی اس طرح ۳۰ جنوری کو بعد نماز جمعہ سیٹھ یوسف احمد صاحب اور سیٹھ فاضل بھائی الہ دین نے اپنے تاثرات پر اثر انداز میں بیان کئے الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

یوم رحمۃ للعالمین

بتاریخ ۲۹ ر جنوری کو "یوم رحمۃ للعالمین" کا جلسہ جوبلی ہال میں منعقد ہوا۔ خدا کے فضل سے ہر مقرر نے نہایت بسط کے ساتھ اپنی تقریروں کو بیان کیا۔ اس جلسہ کی صدارت حضرت والد صاحب قبلہ نے فرمائی۔ حاضرین کی تعداد سو کے قریب تھی جلسہ کامیاب رہا۔ الحمد للہ۔

دینیات کی تعلیم

حضور اقدس کے اس ارشاد کے تحت کہ جماعت میں عالم دین تیار کئے جائیں تاریخ ۲۳ ر جنوری سے دینیات کی تعلیم کا آغاز اس طریق سے ہوا کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مبلغ جناب مولوی حکیم محمد دین صاحب ہر روز سوائے جمعہ اور اتوار) ٹھیک ۲½ بجے تشریف لاتے ہیں اور ۳½ بجے تک یعنی قریباً ایک گھنٹہ باترجمہ قرآن، صرف نحو، چالیس جواہر پارے اور تفسیر القرآن پڑھاتے ہیں۔ اس درس تدریس میں بھائی یوسف احمد صاحب بشیرالدین صاحب (قائد خدام الاحمدیہ) صالح محمد صاحب اور عاجز حصہ لیتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے اب تک باترجمہ قرآن کے سلسلہ میں ہم نے ایک پارہ الم کا ختم کر لیا ہے اور سیقول شروع کر دیا ہے الحمد للہ۔ اس سے قبل محترم جناب مولوی فضل الدین صاحب نے اگست ۱۹۴۹ء تا فروری ۱۹۵۱ء کے عرصہ میں میاں یوسف احمد صاحب کی اہلیہ صاحبہ۔ صالح محمد اور عاجز نے قرآن پاک کا ایک دور باترجمہ کر لیا ہے اس طرح ہمارا یہ دوسرا دور خدا کے فضل سے باترجمہ قرآن پاک کا ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ ہماری اس تحصیل علم جو حضور اقدس کی تحریک کے سلسلہ میں (وجود باوجود ہمارے مالی تفکرات وغیرہ) شروع کیا ہے اس سے ہم سب کو کما حقہ مستفید ہونے کی توفیق عطا کرے۔

خدام کا تبلیغی پروگرام

جنوری کے آغاز سے لیکر ۱۱ ر فروری تک ہمارے حیدرآباد کی all India Industial exhibition منعقد ہوا۔ حضور اقدس کی اس تحریک کے تحت کہ ہر مہینہ کے پہلے اتوار کو یوم تبلیغ منایا جائے احباب نے خصوصاً ممبران خدام الاحمدیہ نے ۵ ر فروری کو اس سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے ایک اشتہار بعنوان "برادران ہندوستان کیلئے ایک عظیم الشان خوشخبری" جو نظارت دعوت وتبلیغ کا شائع کردہ مضمون ہے دو ہزار کی تعداد میں ایک عمدہ خوشنما کاغذ پر شائع کیا گیا تھا مؤثر طریق پر تقسیم کیا۔ اس کی ایک نقل اس رپورٹ کے ساتھ منسلک ہے اس اشتہار کے تقسیم کا طریق بھی نرالہ تھا۔ کیونکہ خدام کو یہ ہدایت تھی کہ خاص خاص احباب کو دیکھ سمجھ کر یہ اشتہار دیں اور دیتے وقت اس طرح مخاطب کریں۔ "یہ کسی شالی stall کا نہیں ہے اور نہ کسی دوائی وغیرہ کا اشتہار بلکہ یہ مصیبت زدگان کے لئے ایک روحانی اکسیر ہے۔ اس کو آپ جیب میں رکھیں اور جب آپ کو مکان میں فرصت ملے تو اس کو پڑھیں"۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری ناچیز کوششوں میں خاص برکت ڈالے اور سعید روحوں کو فوج در فوج سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کا باعث بنائے۔ آمین۔

۱۵ جنوری میں حضرت والد صاحب قبلہ کے ارشاد پر عاجز اور میرے لڑکے صالح محمد صاحب نے والد مکرم کی جدید تصنیف "مقصد زندگی و احکام ربانی" جو نہایت مقبول ہو رہی ہے اور دو تین ماہ سے ایک کارڈ آنے پر ۸۰ صفحے کی کتاب مفت ارسال کی جا رہی ہے اسکا انگریزی ترجمہ کرنیکا کام شروع کر دیا گیا ہے اور امید ہے کہ خدا کے فضل سے اس ماہ ۲ ماہ میں آخر تک مکمل ہو جائے گا۔ انشاءاللہ تعالےٰ

خاکسار طالب دعا
علی محمد اے الہ دین سکندرآباد

افکار و آراء

"ریاست" اور احمدی جماعت

عنوان بالا کے تحت ہفت روزہ "ریاست" دہلی اپنی اشاعت مورخہ ۲۶ مارچ میں تحریر فرماتے ہیں:-

ملتان (پاکستان) سے ایک صاحب عبدالقادر لکھتے ہیں:-

"افسوس ہے کہ "ریاست" میں مرزائیوں کے حق میں نوٹ چھپا ہے۔ آپ ہندوستانی شہری ہیں۔ آپ کو ہمارے پاکستان کے مذہبی اور داخلی معاملات میں دخل دینے کا کیا حق حاصل ہے۔ چاہیے ہم ان احمدیوں کو جو مرتد ہیں خلاف قانون قرار دیں یا ایک اقلیت۔ آپ کے نوٹ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ بھی مرزائی سکھ ہیں جو ان کی حمایت کر رہے ہیں۔"

معلوم ہوتا ہے کہ ملتان کے یہ خط لکھنے والے احمدی جماعت کے بہت سخت مخالفین میں سے ہیں۔ جنہوں نے احمدیوں کے خلاف اپنے اس خط میں بہت زہر اگلا۔ مگر ہم آپ کے مشکور گزار ہیں کہ آپ نے اس خط کے باعث "ریاست" کو اپنی پوزیشن صاف کرنے کا موقعہ دیا۔ چنانچہ اگر مظلوم احمدیوں کے حق میں آواز پیدا کرنا مرزائی سکھ ہونا ہے۔ تو ایڈیٹر "ریاست" کو کوئی قسم کا سکھ قرار دیا جائے گا۔ کیونکہ نہ صرف اس نے بہت برس ہوئے مظلوم احمدیوں کے حق میں آواز پیدا کی۔ جبکہ ان کو مرتد کہہ کر افغانستان میں سنگسار کیا گیا۔ بلکہ اس کی تمام زندگی ہی ظلم کے خلاف اور مظلوموں کے حق میں آواز پیدا کرتے گذری۔ اور "ریاست" کے پچھلے فائل گواہ ہیں کہ اس نے ریاستوں کی رعایا کو ظالم والیان ریاست کے مظالم سے نجات دینے کی راہ میں ہر خطرہ کو لبیک کہا۔ ایران میں بہائی مذہب والوں پر ظلم ہوا۔ تو ان کی حمایت میں اس نے علم بلند کیا۔ جب کبھی سکھوں نے مسلمانوں پر ظلم کیا۔ تو یہ مسلمانوں کے لئے کھڑا ہو گیا۔ اور اب ہندوستان کے آزاد ہونے کے بعد اگر ہندوستان میں عیسائیوں پر صرف عیسائی ہونے کے جرم میں مظالم ہو رہے ہیں۔ تو یہ ان کے حق میں بھی آنسو بہانا اپنا ایمان اور فرض سمجھتا ہے۔ یعنی اگر پاکستان یا ہندوستان میں احمدیوں پر کئے جا رہے مظالم کے خلاف آواز پیدا کرنے کے اعتبار سے ایڈیٹر "ریاست" مرزائی سکھ ہے تو یقیناً اُسے بہائی سکھ، مسلمان سکھ اور تو عیسائی سکھ وغیرہ بھی قرار دیا جا سکتا ہے۔

(اور یہ اس سے انکار نہیں کر سکتا بلکہ یہ ان تمام اقسام کا سکھ ہونا اپنے لئے باعث فخر اور صحیح معانی میں گورو گوبند سنگھ کا مقلد ہونا قرار دیتا ہے۔

دنیا کا کوئی ایسا مذہب نہیں جس نے ظلم کو ایک شرمناک بدعت اور مظلوم کی حمایت کرنا ایک سعادت قرار دیا ہو۔ مگر یہ واقعہ بے حد دلچسپ ہے۔ کہ ہر مذہب کے لوگ ہی مذہب کے نام سے دوسروں پر ظلم کرتے جا رہے ہیں۔ یہ چاہے ہندو ہوں یا مسلمان۔ عیسائی ہوں یا آریہ سماجی اور سکھ ہوں یا یہودی۔ یعنی مذہب کے نام پر مذہب کی مٹی پلید کی جا رہی ہے۔ اور اس مذہبی تخیل کا ہی نتیجہ ہے۔ کہ پاکستان میں مسلمان کے ہاتھوں مظلوم احمدیوں کا زندہ رہنا مشکل ہو رہا ہے۔ حالانکہ جہاں تک اسلامی تعلیم کا سوال ہے شاید ہی کوئی احمدی ایسا ہو گا۔ جو اسلامی شعار کا پابند رہنا اپنا فرض اور ایمان نہ سمجھتا ہو۔ ہماری خواہش ہے کہ پاکستان کے غیر احمدی مسلمان احمدیوں کو مسلمان سمجھتے ہوئے اپنے دلوں کو کدورت سے پاک رکھیں۔ اور مظالم کا وہ سلسلہ ختم کیا جائے۔ جو ایک عرصہ سے احمدیوں پر ان کے صرف احمدی ہونے کے باعث غیر احمدی مسلمانوں کے ہاتھوں ...

اخبار احمدیہ

۲۹ مارچ۔ مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہلبیت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے لئے ربوہ تشریف لے گئے۔ پاسپورٹ ایک طویل عرصہ سے رکا ہوا تھا۔ مکرم ملک صلاح الدین صاحب ناظر امور عامہ و خارجیہ نے چندیگڑھ میں سترہ روز قیام کر کے کوشش کی۔ الحمد للہ کہ باقاعدہ پاسپورٹ حاصل ہو گیا۔ وزارت مشرقی پنجاب نے بھی اس بارہ میں مدد فرمائی بالخصوص جناب سردار پرتاپ سنگھ کیروں وزیر اعلیٰ نے خاص توجہ سے اس کی منظوری عطا فرمائی۔ جس کے لئے ہم ممنون ہیں اور توقع رکھتے ہیں کہ دیگر افراد کو پاسپورٹ دینے میں جو روکاوٹیں ہیں وہ بھی دور ہو جائیں گی۔

۴ اپریل۔ قادیان کے کوئلہ کے ڈپو کے لئے درخواستوں کا بذریعہ قرعہ اندازی جناب ڈی سی صاحب نے فیصلہ کیا۔ اور جماعت احمدیہ کے ایک فرد کے نام قرعہ نکلا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ قرعہ اندازی کے موقعہ پر مکرم ملک صاحب موصوف نے شمولیت کی۔ احباب ڈپو کے بابرکت ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔

۵ اپریل۔ مکرم ملک صاحب جناب ٹھاکر کرم سنگھ صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی طرف سے طلب کردہ پریس کانفرنس میں شامل ہوئے۔

آہ! مولوی عبدالسلام صاحب عمرؓ

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ کے فرزند اکبر مکرم مولوی عبدالسلام صاحب مورخہ ۲۴، ۲۵ مارچ کی درمیانی شب لاہور میں وفات پا گئے۔ گذشتہ سال سے متعدد ہستیاں جو گوہر نایاب کا رنگ رکھتی ہیں۔ ہمیشہ کے لئے ہمیں داغ مفارقت دے گئی ہیں۔ اب ان صدمات میں اچانک ایک اور کا اضافہ ہوا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

وفات سے قبل ہی سے مرحوم کے ایک صاحبزادہ کو لکھا تھا کہ مرحوم گذشتہ جلسہ سالانہ پر مع اہل و عیال تشریف لائے۔ مجھ پر یہ خاص اثر تھا کہ آپ پر اس سارے عرصہ میں ایک خاص قسم کی رقت طاری تھی جسے ہر شخص چہرہ دیکھتے ہی محسوس کرتا تھا۔ آپ بار بار نہایت محبت سے اور معانقہ کر کے ملاقی ہوتے تھے۔ مجھے یہ محسوس ہوا تھا کہ آپ کو قادیان کی جدائی کا خاص طور پر صدمہ ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے مع اہل و عیال قادیان کی زیارت کرنے کا ارادہ کسی خاص خیال کے زیر اثر فوری طور پر کیا تھا۔ کیونکہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد کی طرف سے دیگر احباب کی فہرست کے بعد مرحوم کے مع اہل و عیال آنے کی اطلاع موصول ہوئی تھی۔

۱۹۵۰ء میں بھی جب آپ تشریف لائے تھے۔ تو ایک بار حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی نے انہیں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کی زندگی کے بعض دلکش واقعات سنائے۔ تو مرحوم آبدیدہ ہو گئے۔

مجھے آپ کی درویشانہ صفت کا ایک واقعہ یاد ہے۔ ۱۹۳۸ء کا واقعہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سندھ کی اراضی کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے۔ حضور کے چاروں حرم بھی ساتھ تھے۔ اور احمدیہ سنڈیکیٹ وغیرہ عملہ کی تعداد بھی کافی تھی۔ محترم شیخ یوسف علی صاحب مرحوم پرائیویٹ سیکرٹری کے ساتھ اس عہدہ کا کام سنبھالنے کے لئے میں ٹریننگ لے رہا تھا اور اس سفر میں ہمراہ تھا۔ سامان کے نگ ڈیڑھ صد کے لگ بھگ تھے۔ جب حیدرآباد سندھ سے ناصر آباد (سٹیشن کنجیجی) کے لئے گاڑی تبدیل کرنے کا موقعہ آیا۔ تو قلیوں نے کم و بیش چالیس یا پچاس روپے طلب کئے۔ روپیہ کا ایسے ضیاع پر ہر ایک کا دل لرزا اور کفایت کی خاطر یہ طے ہوا۔ کہ ابھی گاڑی کے روانہ ہونے میں کئی گھنٹے باقی ہیں یہ سامان خود ہی دوسرے پلیٹ فارم پر لے جا کر گاڑی میں رکھ جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا مجھے یاد ہے کہ بغیر کسی کے کہنے کے مکرم مولوی عبدالسلام صاحب عمرؓ مرحوم بھی سامان لے جاتے رہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی اولاد کو صالحات باقیات بنانے کے لئے خاص طور پر سعی فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے مشکور بنائے۔ آمین۔ گذشتہ دلوں آپ کے ایک صاحبزادہ مکرم عبداللہ عثمان عمر صاحب سے ملاقات ہوئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی روک کی وجہ سے وہ امسال اپنے والد صاحب مرحوم کے ساتھ جلسہ سالانہ پر قادیان نہ آ سکے۔ مکرم عبداللہ صاحب کہتے تھے۔ کہ میں والد صاحب سے ناراض ہوں کہ مجھے کیوں چھوڑ گئے اور ساتھ کیوں نہیں لے گئے۔ قادیان کی محبت کا یہ جذبہ بہت ہی قابل قدر اور لائق صد ستائش ہے۔ یہ دراصل انہیں حضرت خلیفہ اول رضؓ سے ورثہ میں ملا۔ جبکہ حضرت ممدوح بھی جب اپنے آقا کے پاس قادیان آ گئے تو قادیان کے ہی ہو گئے۔ اور اپنے وطن کا خیال بھی کبھی دل میں نہ لائے۔

اللہ تعالیٰ حضرت خلیفہ اول رضؓ کی اولاد میں یہ جذبہ ہمیشہ قائم رکھے۔ آمین۔

مرحوم اور مرحوم کے بھائی اپنی والدہ محترمہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حضرت خلیفہ اولؓ کے ساتھ گہرے تعلقات رکھنے والوں کا ہمیشہ ہی خیال رکھتے رہے ہیں۔ مرحوم کے قیام سرینگر میں اور قیام قادیان میں مجھے اسی امر کے دیکھنے کا موقعہ ملا ہے۔

درویشی صفت اور انکسار اور مال و دولت سے بے پرواہی آپ میں پائی جاتی تھی۔ تموّل کا غرور اور تکبر کبھی قریب تک نہ پھٹکنے پایا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ گذشتہ جنگ کے دوران میں آپ نے اور آپ کے بھائیوں نے سرینگر میں ایک سرکاری ٹھیکہ لیا تھا۔ آپ وہاں سے قادیان کے لئے روانہ ہوئے۔ لاری راستہ میں ایک مقام پر ٹھہری تا صبح وہاں سے روانہ ہو۔ رات آپ ایک مسافر خانہ میں ٹھہرے اور قمیص جس میں چھ سات سو سو روپیہ کے نوٹ تھے وہاں لٹکا دی۔ رات نزدیک ہوا میں نوٹ اڑ کر غائب ہو گئے آپ نے ذرہ بھر بھی پرواہ نہ کی اور دنیا داروں کی طرح جو کوڑی کوڑی پر جان دیتے ہیں اس امر کا ذرہ بھر صدمہ قبول نہ کیا۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی تربت پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے۔ اور ان کے بچوں، اہل و عیال اور اقارب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کا ہر طرح حافظ و ناصر ہو۔ آمین (ایڈیٹر)

محبان رسولؐ کے نام فرمان رسولؐ

حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:۔

"من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ"

کہ جو زمانہ کے امام کو نہ پہچانے اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔

اس لئے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ

اس زمانہ کے امام کی تلاش کرے

بالخصوص جبکہ اس کے سامنے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا دعوےٰ موجود ہے تو اس پر غور کرنا نہایت ضروری ہے۔

ورنہ

بہت ممکن ہے کہ ان کا یہ فعل حبیب خدا کے قول کی ہتک اور خدا کی ناراضگی کا موجب ہو۔

حال ہی میں نظارت دعوت وتبلیغ قادیان کی طرف سے ۲۴۴ صفحات کا ایک جامع رسالہ شائع کیا گیا ہے جس میں قرآن کریم اور احادیث نبویہؐ کی روشنی میں جماعت احمدیہ کے

عقائد وتعلیمات

کو مستند حوالہ جات سے پیش کیا گیا ہے۔ یہ ہر طالب صادق کی رہنمائی کے لئے کافی ہے۔ مذکورۃ الصدر ارشاد نبوی کے پیش نظر ہر سچے مسلمان کے لئے اس رسالہ کے مطالعہ کی ضرورت ہے۔

اگرچہ اس کی قیمت تو ارزاں نسخہ ہے۔ لیکن طالب حق غیر مستطیع دوست کا کارڈ آنے پر مفت بھی بھیجا جا سکتا ہے۔

منظوری عہدیداران

جماعت احمدیہ چنداپور۔ ڈاکخانہ ناڑوائی ضلع نظام آباد (دکن)

نام عہدیدار	عہدہ
۱۔ مکرم غلام احمد صاحب	پریذیڈنٹ وسیکرٹری تعلیم وتربیت
۲۔ 〃 نعمت اللہ صاحب	سیکرٹری مال وسیکرٹری تبلیغ

جماعت احمدیہ تیمالہ پڑ۔ ڈاکخانہ رنگم پیٹھ۔ ضلع گلبرگہ (حیدر آباد دکن)

۱۔ پریذیڈنٹ	مکرم قریشی نذیر احمد صاحب
۲۔ سیکرٹری تعلیم وتربیت	مکرم عبد العزیز صاحب استاد
۳۔ سیکرٹری تبلیغ	مکرم خلیل احمد صاحب
۴۔ سیکرٹری مال	مکرم رحمت اللہ صاحب

جماعت احمدیہ باڈاگرا (مالابار)

۱۔ ایم پی محی الدین صاحب	صدر جماعت وسیکرٹری تعلیم وتربیت
۲۔ ایم پی مصطفیٰ صاحب	سیکرٹری مال

جماعت احمدیہ رانچی (بہار)

۱۔ مکرم سید محی الدین صاحب وکیل	صدر وسیکرٹری تعلیم وتربیت	فتح علی روڈ رانچی (بہار)
۲۔ مکرم مظہر احمد صاحب پال	سیکرٹری مال	پال بہار زمین روڈ رانچی (بہار)

جماعت احمدیہ دلائے شاہی۔ ڈاکخانہ مانکاگوڈا ضلع پوری (اڑیسہ)

۱۔ عبد الحمید خان صاحب	صدر وسیکرٹری تعلیم
۲۔ مرزا اشرعلی بیگ صاحب	سیکرٹری مال

جماعت احمدیہ دہلی

۱۔ امیر	مکرم مولوی بشیر احمد صاحب مبلغ
(۲) سیکرٹری	مکرم ماسٹر نذیر الدین صاحب
۳۔ سیکرٹری تعلیم وتربیت	مکرم شیخ خادم حسین صاحب

۲۱

یاد رفتگان

"آہ میری امی جان"

(از محترمہ مرضا دقہ خاتون صاحبہ اہلیہ مولوی عبد الرحمٰن صاحب امیر جماعت قادیان)

میری والدہ ماجدہ مسماۃ جمیلہ خاتون قریشی زوجہ قریشی محمد یونس صاحب آف بریلی مدت سے بیمار چلی آرہی تھیں۔ ان کو خفقان قلب کا عارضہ تھا۔ جس کی وجہ سے وہ اس قدر کمزور ہو گئی تھیں کہ کبھی بھی خلاف طبیعت بات کو برداشت نہ کر سکتی تھیں۔ چنانچہ جلسہ سالانہ ۱۹۵۵ء کے موقع پر جب میرے والد صاحب میری بڑی ہمشیرہ ناصرہ خاتون اہلیہ مولوی عبد الرحمٰن صاحب امیر جماعت قادیان (جو ۱۹۵۱ء میں فوت ہوئی تھیں) کا تابوت برائے تدفین مقبرہ بہشتی قادیان لائے تو والدہ صاحبہ کو انکی وفات کا پہلے ہی صدمہ تھا۔ اب جب تابوت قبر سے نکالا گیا تو ان کا پرانا زخم پھر سے ہرا ہو گیا۔ دل کی وہ پہلے ہی کمزور تھیں۔ اس صدمہ کو برداشت نہ کر سکیں۔ چنانچہ جلسہ سالانہ کے معاً بعد میرے والد صاحب کے نام بریلی سے قادیان تار آیا کہ آپ جلد بریلی واپس آجائیں۔ دوسرے دن والد صاحب بریلی پہنچ گئے۔ اور ڈاکٹروں کو بلا کر علاج معالجہ کے متعلق جو کوشش ہو سکتی تھی کی۔ لیکن کمزوری دن بدن بڑھتی گئی اور اصل مرض کو کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آخر ۲۷ رجنوری ۱۹۵۶ء بروز جمعہ تقریباً دو بجے دن اس جہان فانی سے رحلت فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

میری والدہ صاحبہ منشی سخاوت حسین صاحب قریشی کی بیٹی تھیں جو ۱۹۰۱ء میں داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے تھے۔ میری امی جان موصیہ تھیں۔ اور سلسلہ کے احکامات کی پوری پابند تھیں۔ تعلیمی لحاظ سے گو زیادہ پڑھی ہوئی نہ تھیں لیکن کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور کتب سلسلہ احمدیہ کا اچھی طرح مطالعہ کر لیتی تھیں۔ اور حسب الضرورت خط وغیرہ لکھ لیتی تھیں۔ لیکن قرآن کریم کے پڑھنے اور پڑھانے کا ان کو بہت عشق تھا۔ چنانچہ اپنی شادی کے بعد انہوں نے بیسیوں بچیوں کو قرآن شریف پڑھایا۔ علاوہ ازیں جہاں وہ بھولے بھالے بچے بچیوں کو قرآن کی تعلیم سے روحانی غذا مہیا کرتی تھیں وہاں ایسے پڑھنے والے بچوں میں سے جو حاجت مند ہوتے ان کے لئے جسمانی غذا کا بھی بندوبست کرتی تھیں۔ اور لڑکیوں کو قرآن کی تعلیم کے ساتھ امور خانہ داری کی تعلیم بھی دیتی تھیں۔

میری امی جان بہت غریب پرور تھیں۔ اور ان میں یہ جذبہ اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ ہمیشہ یتامیٰ اور مساکین کی پرورش کرنا ان کی فطرت میں داخل ہو کر ان کی فطرت ثانیہ بن گیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے ہمیشہ کوئی نہ کوئی یتیم یا مسکین زیر تربیت رکھا ہے اور اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت کا بھی خاص خیال رہتا تھا۔

میرے والد صاحب نے بیان کیا کہ میری شادی کو تینتیس سال ہو گئے ہیں۔ اس عرصہ میں تمہاری والدہ نے میری اطاعت وفرمانبرداری کا وہ نمونہ دکھایا ہے کہ مجھے ان کا کوئی ایسا واقعہ یا بات یاد نہیں جو انہوں نے میری منشاء کے خلاف کی ہو۔ یا مجھکو ان کی طرف سے کوئی شکایت پیدا ہوئی ہو۔ ہر حال میں خوش رہنا اور رضا بالقضا رہنا ان کا شیوہ تھا۔ مرحومہ اخلاق وعادات کے لحاظ سے اچھے اخلاق کی مالک تھیں۔ پوری ایماندار اور متقی تھیں اور اچھی طرح پابند صلوٰۃ وصوم تھیں۔ احمدیت کی فدائی تھیں۔ اگر کوئی احمدی یا غیر احمدی یا غیر مسلم ہی مہمان کیوں نہ آجائے ان کی پوری طرح مہمان نوازی کرتی تھیں۔ ہر سال جلسہ سالانہ پر قادیان آتی تھیں سوائے مجبوری کے کبھی بھی جلسہ سالانہ سے ناغہ نہیں کیا۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ان کو خاص محبت تھی۔ چنانچہ ہمیشہ ہی جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضرت اماں جان رضی اللہ تعالےٰ عنہا اور حضرت ام ناصر صاحبہ از راہ نوازش ہم کو دار المسیح میں جگہ دیتیں۔ مگر مرحومہ کی خاطر پہلے ہی سے کوئی نہ کوئی کمرہ ریزرو رہتا۔

بالآخر دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں آپ کے نیک نمونہ پر عمل کرنے کی توفیق دے اور ان کی روح کو راحت وآرام کے ساتھ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام پر جگہ عطا فرمائے۔ اللھم آمین ۞

۲۲

جماعت احمدیہ قصبہ کنڈور ضلع ورنگل (دکن)

نام عہدہ	نام عہدہ دار
۱۔ پریذیڈنٹ	مکرم سید حسین صاحب احمدی
۲۔ سیکرٹری مال	〃 مرزا غوث اللہ بیگ صاحب
۳۔ 〃 امور عامہ	〃 امام صاحب
۴۔ تعلیم وتربیت	〃 محمد اسماعیل صاحب
۵۔ امام الصلوٰۃ	〃 سید حسینی صاحب احمدی

(ناظر اعلیٰ قادیان)

مدرسہ تعلیم الاسلام میں دو ٹرینڈ اساتذہ کی ضرورت

۱۔ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان میں جس میں درجہ مڈل تک تعلیم دی جاتی ہے میں ایک میٹرک پاس ایس وی استاد کی ضرورت ہے۔ صدر انجمن احمدیہ کے منظور شدہ گریڈ ۱۰۰-۴-۶۰ کے مطابق مبلغ ۶۰ روپے تنخواہ ۱۰/- اور ۱۰ روپے مہنگائی الاؤنس دیا جائے گا۔

۲۔ نیز ایک جے وی ٹرینڈ استاد کی بھی ضرورت ہے جس کو ۸۰-۳-۵۰ کے گریڈ میں مبلغ ۵۰ روپے تنخواہ اور ۱۰/- روپے مہنگائی الاؤنس دیا جائے گا۔

خواہش مند احباب جو کم از کم آٹھ کلاس تک ہندی پڑھا سکیں اپنی درخواستیں مع نقول سرٹیفکیٹس مقامی امیر یا پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کی سفارش کے ساتھ فوری طور پر نظارت ہذا میں بھجوا دیں۔

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

توبہ اور استغفار سے گناہ دُھل جاتے ہیں

یہ خیال نہ کرو کہ ہم گنہگار ہیں۔ ہماری دعا کیونکر قبول ہو گی۔ انسان خطا کرتا ہے مگر دعا کے ساتھ آخر نفس پر غالب آ جاتا ہے اور نفس کو پامال کر دیتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے انسان کے اندر بھی فطرتاً یہ بات رکھ دی ہے کہ وہ نفس پر غالب آ جائے۔

ایک لطیف مثال۔ دیکھو پانی کی فطرت میں یہ بات رکھی گئی ہے کہ وہ آگ کو بجھا دے پس پانی کو کیسا ہی گرم کرو اور آگ کی طرح کر دو۔ پھر بھی جب وہ آگ پر پڑے گا۔ تو ضرور آگ کو بجھا دے گا جیسا کہ پانی کی فطرت میں برودت ہے ایسا ہی انسان کی فطرت میں پاکیزگی ہے۔ ہر ایک شخص میں خدا تعالیٰ نے پاکیزگی کا مادہ رکھ دیا ہوا ہے۔ اس سے مت گھبراؤ کہ ہم گناہ میں ملوث ہیں۔ گناہ اس میل کی طرح ہے۔ جو کپڑے پر ہوتی ہے۔ اور دور کی جا سکتی ہے۔ تمہارے طبائع کیسے ہی جذبات نفسانی کے ماتحت ہوں خدا تعالیٰ سے مدد کر دعا کرتے رہو تو وہ ضائع نہ کرے گا۔ وہ حلیم ہے اور غفور الرحیم ہے۔ (دیکھو حضرت مسیح الموعود لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ملفوظات ۲۸۵)

ناظر تعلیم و تربیت قادیان ۵۶-۳-۱۵)

مبلغین کرام و سیکرٹری صاحبان تعلیم و تربیت توجہ فرما دیں

صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ایک فیصلہ کے مطابق مبلغین کرام فریضہ تبلیغ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ جماعت ہائے تربیت و اصلاح کا بھی خیال رکھیں۔ نظارت ہذا نے جملہ مبلغین کرام کی خدمت میں ماہوار رپورٹ فارم ارسال کر دیے ہیں۔ اور بذریعہ خطوط بھی تاکید کر دی ہے کہ وہ مہربانی فرما کر اپنی ماہوار کارگزاری رپورٹ دفتر ہذا میں ارسال فرماویں۔ جملہ سیکرٹریان تعلیم و تربیت بھی ان مبلغین کرام کی موجودگی سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں اور باہم تعاون کے ساتھ اپنی جماعت کی اس رنگ میں تربیت کریں کہ جماعت کا ہر فرد روحانی اعتبار سے اعلیٰ مقام حاصل کرے۔ اور وہ اسلام اور احمدیت کی ترقی اور اشاعت کے لئے مجسم قربانی پیش کرنے والا ہو۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کے ساتھ ہو۔ آمین (ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

امتحان کتاب سیرت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(مرتبہ حضرت مولانا عبد الکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

یہ ایک مختصر رسالہ ہے جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ابتدائی خانگی زندگی پر اپنے مخصوص انداز میں حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے دوستوں کے اصرار پر سپرد قلم فرمایا ہے۔ اس میں متعدد تربیتی، اخلاقی اور روحانی اسباق ہیں۔ اس دلآویز رسالہ کے امتحان میں مردوں اور عورتوں کو شامل کر کے احباب جماعت اپنے اہل و عیال کی تربیت کریں اور اپنے گھروں کو نمونہ جنت بنائیں۔

یہ امتحان مورخہ ۲۹ر اپریل بروز اتوار ہو گا۔ سیکرٹریان تعلیم و تربیت جماعت احمدیہ ہندوستان امتحان میں شامل ہونے والے بھائی بہنوں اور عزیزوں کے اسماء اور پتہ جات سے جلد از جلد نظارت ہذا کو مطلع کر کے ممنون فرما دیں۔

(ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

نظارت تجارت و جائداد

کیلئے

ایک ذمہ وار اور تجربہ کار کارکن کی ضرورت

حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے صدر انجمن احمدیہ قادیان نے ایک نئی نظارت یعنی نظارت تجارت و جائداد کا قیام فرمایا ہے۔ اس نظارت کی غرض یہ ہے کہ صنعتی اور تجارتی کاموں کے ذریعہ سے انجمن کی آمد میں اضافہ کی معقول صورت پیدا کی جائے اور انجمن کی جائدادوں کی بہتر نگرانی کر کے زیادہ سے زیادہ فائدہ کا انتظام کیا جائے تا انجمن کی مالی حالت مضبوط ہو سکے۔

اس نظارت کے کام کو چلانے کے لئے صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ایک تجربہ کار اور ذمہ وار کارکن کی ضرورت ہے۔

جو دوست مرکز میں ٹھہر کر خدمت کے اس موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہوں۔ ان کی درخواست معہ ضروری کوائف نظارت علیا میں ایک ماہ کے اندر اندر آنی چاہئے۔ سابقہ تجربہ اور کم از کم تنخواہ جس پر درخواست کنندہ کام کرنے کو تیار ہو۔ کی اطلاع دینی ضروری ہو گی۔

نیز صنعتی اور تجارتی امور کے متعلق جو دوست مفید تجاویز اور مشورہ بھجوا سکیں وہ بھی اطلاع دے کر ممنون فرماویں۔ (ناظر اعلیٰ قادیان)

مخلص اور غیر مخلص میں فرق

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ فرماتے ہیں:۔

"مخلص اور غیر مخلص میں یہی فرق ہوتا ہے کہ غیر مخلص تنگی کے وقت گھبرا جاتا ہے۔ اور نہیں جانتا کہ اُسے کیا کرنا چاہیئے۔ اور مخلص یہ کہتا ہے کہ کچھ تنگی خدا نے بھیجی ہے کچھ میں اپنے اوپر اپنی خوشی سے وارد کر لیتا ہوں تا کہ اللہ تعالیٰ کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے اور وہ میری تنگیوں کو دور کر دے"

حضرت اقدس کے مندرجہ بالا ارشاد سے واضح ہے کہ احباب کی مالی تنگی ان کی قربانی کے راستہ میں مانع نہیں ہونی چاہیئے۔ جو شخص خدا کی خاطر اس کی راہ میں خرچ کر کے اپنے اوپر مفلسی اور تنگی اختیار کرتا ہے اس کی مفلسی کو دور کرنے کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے لے لیتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ موجودہ دور مشکلات اور مصائب کا دور ہے۔ لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ احباب جماعت اس امتحان کے وقت اپنا قدم آگے بڑھاتے ہوئے زیادہ سے زیادہ قربانیاں پیش کر کے اس بات کا عملی ثبوت پیش کریں کہ درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے ہیں۔ موجودہ مالی سال کے ختم ہونے میں صرف ایک ماہ باقی ہے۔ اور متعدد جماعتوں کے ذمہ بقایا بجٹ چندہ جات کی پوزیشن یہ ظاہر کرتی ہے کہ انہوں نے اپنی مالی قربانی کو ادا کرنے میں فرض شناسی سے کام نہیں لیا۔ جملہ عہدیداران کو چاہیئے کہ وہ اپنی اپنی جماعت کے بجٹ چندہ جات اور اصل وصولی کا جائزہ لے کر اس بات کی پوری کوشش کریں کہ مالی سال کے اس آخری مہینہ میں زیادہ سے زیادہ بقایا کی وصولی ہو کر داخل خزانہ ہو سکے۔

چندوں میں سست اور بقایا دار افراد کے پاس انفرادی طور پر اور بذریعہ وفد بھیج کر انہیں بقایا کی ادائیگی کی تحریک کی جائے۔

اگر جملہ جماعتوں کے صدر صاحبان اور سیکرٹریان مال کما حقہٗ اپنی ذمہ داری کو سمجھیں تو یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ اکثر جماعتوں کے ذمہ بقایا کی سو فیصدی وصولی ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ جماعت کے تمام افراد اور عہدیداران کو فرض شناسی کی توفیق عطا فرمادے۔

(ناظر بیت المال قادیان)

انتخاب عہدیداران جماعت

جن جماعتوں نے امسال اپنی جماعت کے عہدیداران کا باقاعدہ انتخاب کر کے برائے منظوری مرکز میں نہیں بھجوایا وہ جلد اس طرف توجہ دیں تا زیادہ سے زیادہ تنظیم کے ساتھ جماعتوں کا کام انجام پذیر ہو۔ (ناظر اعلیٰ قادیان)

ربوہ میں جماعت احمدیہ کی سینتیسویں مجلس مشاورت کا انعقاد

(بقیہ صفحہ اوّل)

کہ آسمانوں پر جماعت کی ترقی کے سامان ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں توفیق دے کہ ہم ذاتی اغراض کو مٹا کر اس کے دین کی اغراض کو پورا کرنے والے بنیں۔ اور اس کے انعام کے اہل قرار پائیں آمین۔

دوسرے روز حضور ایدہ اللہ کا خطاب

دوسرے روز سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے نمائندگان شوریٰ سے خطاب کرتے ہوئے نظام خلافت کی برکات دین کی محبت اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ حضور نے فرمایا ہماری کامیابی کا تمام راز اس بات میں مضمر ہے کہ جماعت میں دین کی محبت اور خدمت اسلام کا جوش ہر آن بڑھتا رہے اور اس میں خلافت کا نظام قائم رہے۔ حضور نے فرمایا۔ اگر تم نے اپنے اس امتیاز کو برقرار رکھتے ہوئے اپنے فرض کو پوری تندہی سے ادا کیا تو تم دیکھو گے کہ چند سال کے اندر اندر عظیم الشان تغیر رونما ہوگا۔ وہ دن قریب آ رہے ہیں کہ جب احمدیت دنیا میں ایک نمایاں حیثیت اختیار کرے گی اتنا تغیر تو اس سال کے اندر اندر ہی رونما ہو کر دنیا کے سامنے آ چکا ہے کہ اب یورپ امریکہ کے نامور اخبار اور رسائل جماعت احمدیہ کی کامیاب تبلیغی مساعی کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ چنانچہ ایک مشہور امریکی رسالہ نے جو کروڑوں کی تعداد میں شائع ہوتا ہے جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ احمدیہ جماعت نے افریقہ میں اسلام پھیلایا ہے اور اس طرح پھیلایا ہے کہ وہاں اس کے مقابلے میں عیسائیت ناکام ہو کر رہ گئی ہے۔ اسی طرح انگلستان اور جنوبی افریقہ میں بعض معروف لوگوں نے اپنے لیکچروں میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی خدمات کا نہایت شاندار الفاظ میں ذکر کیا ہے وہاں اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ اب صداقت کو ماننے پر مجبور ہوتے جا رہے ہیں۔ اس ضمن میں حضور نے بعض مستشرقین کی کتابوں کا بھی ذکر کیا۔ جن میں انہوں نے جماعت احمدیہ کی خدمت اسلام کا صاف اور واضح الفاظ میں اعتراف کیا ہے۔ حضور نے فرمایا۔ اب وہاں کا اہل فکر طبقہ اس امر کو محسوس کر رہا ہے کہ بالآخر احمدیت دنیا میں غالب آ جائے گی۔ ان کی نگاہیں آنے والے حالات کے پیش از وقت علامات کو ابھی شناخت کر رہی ہیں۔

دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم

خدمت اسلام کے عظیم الشان کام کا ذکر کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع کرنے کی اہمیت پر بھی روشنی ڈالی۔ اور اس ضمن میں قرآن مجید کا روسی ترجمہ جلد از جلد شائع کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ حضور نے بتایا کہ اس سلسلہ میں بفضلہ تعالیٰ کام شروع ہو چکا ہے اور روسی زبان کے ایسے ماہرین مل گئے ہیں جنہوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ ہمارے مبلغ کے ساتھ مل کر اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیں گے۔ حضور نے یہ بتانے کے بعد کہ اب تک سواحیلی۔ انگریزی۔ ڈچ۔ ہسپانوی۔ پرتگال اور اطالوی وغیرہ زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم ہو چکے ہیں۔ نیز یہ کہ انڈونیشی۔ بنگالی اور گورمکھی وغیرہ میں بھی اگلے سال تک تراجم مکمل ہو جائیں گے۔ فرمایا یہ سب خلافت اور تنظیم کی برکت ہے کہ جماعت کو خدمت اسلام کا یہ عظیم الشان کام کرنے کی توفیق ملی ہے کوئی ایک فرد اپنی ذاتی کوشش کے بل پر یہ کام انجام نہیں دے سکتا تھا۔ لیکن جب ہم سب نے خلافت کے نظام میں منسلک ہو کر متحدہ طور پر اس کام کا بیڑا اٹھایا۔ تو یہ کام بآسانی پایہ تکمیل کو پہنچ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ مقدر کر رکھا تھا کہ میرے زمانہ میں قرآن مجید کی دور دراز ممالک اور اقوام میں اشاعت ہو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو نور قرار دیا ہے۔ ادھر مصلح موعود کے متعلق بھی اس نے اپنے الہام میں فرمایا۔ کہ "نور آتا ہے نور" اس سے مراد یہی تھی کہ مصلح موعود کے ذریعہ قرآن کا نور پھیلے گا۔ سو اللہ تعالیٰ کا یہ ایک خاص نشان ہے کہ جماعت کو میرے زمانہ میں یہ توفیق ملی ہے کہ وہ قرآن مجید کے مختلف زبانوں میں تراجم شائع کرے۔ ہماری کوشش یہ ہے کہ دنیا کی تمام زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ ہو جائے اور ہر قوم اور ہر ملک کا ایک ایک باشندہ کہہ اٹھے۔ کہ میں نے جماعت احمدیہ کی وجہ سے قرآن پڑھا ہے اگر یہ جماعت نہ ہوتی۔ تو میں قرآن کے نور سے محروم رہ جاتا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمہیں تنظیم قائم رکھنے کی توفیق دے تا اس کی برکات کے نتیجے میں تم دنیا کے ہر شخص تک محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام پہنچا کر اپنے فرض سے سبکدوش ہو سکو۔ اب میں قبل اس کے کہ ایجنڈے پر غور شروع ہو۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح فیصلے کرنے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کے بعد حضور نے ایک پُر سوز اجتماعی دعا کرائی۔

قادیان میں مشہور دواخانہ کا قیام

احباب جماعت کی خاص توجہ کیلئے

قادیان میں ایک مشہور دواخانہ "پرجا پرتی اوشدھالیہ" (سابقہ نام دواخانہ خدمت خلق) کے نام سے محترمی صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ابن سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیر نگرانی قائم کیا گیا ہے۔ جس کی نگرانی میں قدیم طبی درسگاہ کے سند یافتہ کہنہ مشق طبیب حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری بھی حصہ لیتے ہیں۔ اس دواخانہ میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے مشہور اور مفید نسخہ جات تیار کئے جاتے ہیں۔ اور دوسری معروف یونانی اور ویدک ادویہ بھی تیار کی جاتی ہیں۔

اس دواخانہ کے ذریعہ سے علاوہ اس کے کہ مرکز میں رہنے والے کئی درویشوں کا گزارہ ہوتا ہے صدر انجمن احمدیہ قادیان بھی اس کے نفع میں حصہ دار ہے یہ دواخانہ مرکز کا مالی بوجھ ہلکا کرنے اور سلسلہ کی تجارت کو فروغ دینے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے تحت جاری کیا گیا ہے۔

• اندریں حالات احباب جماعت کی خدمت میں اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ اس دواخانہ کی سرپرستی فرمائیں اور اس کی مشہور ادویہ سے خود بھی فائدہ اٹھائیں اور دوسرے لوگوں کو بھی اس سے آگاہ کر کے اس کی ادویہ خریدنے کے لئے آمادہ کریں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

اگر تجارت سے دلچسپی رکھنے والے کوئی محنتی اور دیانتدار نوجوان کام کرنے کے لئے تیار ہوں تو ان کو ایجنسی بھی دی جا سکتی ہے۔ ان کو معقول کمیشن بھی مل سکے گا۔ ادویہ کی مطبوعہ فہرست اطلاع آنے پر دواخانہ کی طرف سے بھجوائی جائے گی۔ انشاء اللہ۔ نیز طبی مشورہ بھی مفت بھجوایا جائے گا۔

خاکسار برکات احمد راجیکی
ایڈیشنل ناظر دعوت و تبلیغ قادیان